اسلامی فوج کا سیلاب عظیم عراق عرب سے گذرتا ہوا سرزمین ایران مین موجین مار رہا تھا، ناظرین کی دلچسپی قائم رکھنے کے لئے اسمین انھون نے داستان حسن وعشق بھی چھیڑ دی ہے، اور جہان ایک طرف اسمین اسلامی فوج کے جنگی حالات کا مرقع دکہایا ہے، نہایت حسن وخوبی کے ساتھ جذبات عشق ومحبت کی حالت مین بھی مسلمانون کے عمدہ کیرکٹر اور محاسن اخلاق کو بھی نمایان کیا ہے، حق یہ ہے کہ مصنف نے افسانہ نویسی کے تمام اصولون کو بڑی کامیابی کے ساتھ نباہا ہے، زبان عمدہ، سلجھی ہوئی اور صاف ہے، داستان کا مجموعی مرقع وترتیب بھی عمدہ ہے لیکن یہ ایک واقعہ ہے کہ ضرورت سے زیادہ اسمین انشا پردازی صرف کیگئی ہے، ایک ہی مفہوم کے جملے متعدد بار ادا کئے گئے ہین، اور کہین کہین کئی کئی سطرون تک چلے گئے ہین، ناولون اور افسانون مین ناظرین کو آیندہ واقعات کا انتظار رہتا ہے نہ کہ مصنف کے متحد المفہوم جملون کا، لکھائی چھپائی صاف، عمدہ، کاغذ سفید، تقطیع کتابی، صفحہ ۱۱۲، قیمت خریداران رسالہ کہکشان سے قسم اول عہ، قسم دوم ۸؍، دیگر حضرات سے عہ؍،

پتہ:- مینجر رسالہ کہکشان، لاہور،

تفسیر نے نامہ، مثنوی مولانا روم علیہ الرحمہ کے ابتدائی دو شعرون کی تفسیر کیگئی ہے، تشریح اور توضیح جو کچھ کیگئی ہے، اچھی اور غنیمت ہے، صفحہ ۸ قیمت ۲؍، پتہ:- منشی حاجی معین الدین صاحب، انجینیر مراد آباد،

لیلائے تہذیب، جناب ابن عیسی صاحب جالندہری کی ایک تقریر ہے جو انھون نے آل انڈیا راعین کانفرنس مین کی تھی، اسمین قوم کو مذہبی تعلیم وضروریات کی طرف متوجہ ہونیکی دعوت دیگئی ہے، آخر تقریر مین انھون نے مسلمان بچون کی تعلیم کے لئے ندوہ کا نام لیا ہے، جہان مذہبی و دنیاوی دونون تعلیمون کا انتظام ہے، صفحہ ۲۲

پتہ:- نبی بخش صاحب ہیڈ کلرک پولیس ہوشیار پور، (پنجاب)

ارمغان کلکتہ، حاجی اسمعیل سیٹھ صاحب متوطن مدراسی نے اپنے سفر کلکتہ کے واقعات جمع کئے ہین، وہ جب کلکتہ پہنچے تو انکے اعزاز مین شعرائے کلکتہ نے جو بزم مشاعرہ منعقد کی، اسکی غزلین بھی اسمین درج ہین، اور شعرائے کلکتہ کے مختصر حالات بھی ہین، صفحہ ۱۸۴،

مجلد چہارم | ماہ ذوالحجہ ۱۳۳۷ھ مطابق ستمبر ۱۹۱۹ء | عدد سوم

مضامین

شذرات

حال مین بمبئی یونیورسٹی نے اپنے ہان سوشیالوجی (عمرانیات) کی جدید پروفیسر شپ قائم کی ہے اور اس منصب پر
پروفیسر گیڈس کا تقرر کیا ہے، پروفیسر موصوف کو اپنی گوناگون حکیمانہ قابلیت کے لحاظ سے اسوقت انگلستان مین
تقریبًا وہی مرتبہ حاصل ہے جو ایک زمانہ مین پروفیسر ہکسلے و ٹنڈل کو حاصل تھا، ساتھ ہی انہین ہندوستان کے
ساتھ جو خلوص و ہمدردی ہے، اسکا عملی ثبوت بھی بارہا ہو چکا ہے، اس لحاظ سے اس انتخاب پر پروفیسر گیڈس نہین
بلکہ خود یونیورسٹی مذکور مبارکباد کی مستحق ہے،

ہندوستان کی خوش نصیبی ہے کہ اس ملک مین اس یگانۂ روزگار کے مستقل قیام کا سامان پیدا ہو گیا،

پروفیسر کاروے، مرہٹی قوم کے ایک کہن سال و جوان ہمت بزرگ ہین، انکی کوششون سے جون ۱۹۱۶ء مین
پونہ مین زنانہ یونیورسٹی کا سنگ بنیاد رکھا گیا، اسوقت سینٹ کے ارکان کی تعداد ۶۰ ہے، جسمین چھ خواتین ہین، بانی
مشہور مستشرق ڈاکٹر بھنڈارکر ہین، اور وائس چانسلر فرگسن کالج کے مشہور پرنسپل پرنجپے، اسٹاف مین بمبئی یونیورسٹی
چار ایم، اے، اور چار بی، اے کام کر رہے ہین، پونہ کا زنانہ کالج (مہیلہ پاٹ شالا) اور زنانہ اسکول (مہیلہ اشرم)
اس یونیورسٹی سے ملحق ہین، اسوقت پڑھنے والیان اسکول مین ۱۶۰ اور کالج مین سولہ (۱۶) کی تعداد مین موجود ہین، انکی
جون مین پہلی لیڈی گریجوئٹ اس سے کامیاب ہو کر نکلی ہین، جملہ علوم و فنون کی تعلیم مرہٹی کے ذریعہ سے ہوتی ہے
لیکن کوشش یہ ہے کہ ہندوستان کی دیگر زبانون کو بھی آلۂ تعلیم بنایا جائے، چنانچہ ۱۹۱۸ء مین ایک لڑکی کو بجائے
مرہٹی کے ہندی لیکر انٹرنس کے امتحان مین شرکت کی اجازت دیگئی، اور اسی مین وہ کامیاب ہوئی، انگریزی

لازمی زبان ثانوی کی ہے، نصاب درس مین مضامین عمومًا وہی رکھے گئے ہین جو عورت کے لئے خاص مناسبت
رکھتے ہین، مثلاً انتظام خانہ داری، اصول حفظان صحت وغیرہ، مالیات کی صورت یہ ہے کہ مختلف چندون اور
عطیون کی سالانہ میزان تقریبًا ۱۵ ہزار تک پہنچتی ہے، اسکے علاوہ سوا لاکھ کے پرامیسری نوٹ ہین جن سے
۳½ فیصدی منافع حاصل ہوتا ہے۔

اس "جامعۂ نسائیہ" کے خصائص امتیازی حسب ذیل ہین:-

(۱) ہندوستان، بلکہ شاید تمام دنیا مین یہ اپنی طرز کا پہلا انسٹیٹیوشن ہے، زنانہ کالج بہت سے ہین، لیکن
زنانہ یونیورسٹی ایک نئی چیز ہے،

(۲) صحیح معنی مین ایک آزاد درسگاہ ہے، جسمین کسی خارجی قوت کی مداخلت نہین،

(۳) صحیح اصول کے ساتھ ایک "قومی" دار العلوم ہے، ارکان و رفقاء کا تقرر تمامتر انتخاب سے ہوتا ہے،
نامزدگی کا کوئی قاعدہ نہین،

(۴) نصاب درس و طرز تعلیم مین عورت کی فطرت و سرشت کا لحاظ رکھا گیا ہے، یورپ کی تقلید جامد مین
خواہ مخواہ مرد کے ساتھ مساوات نہین پیدا کیگئی ہے،

(۵) آلۂ تعلیم مادری زبان کو رکھا ہے،

(۶) نفع رسانی کا دروازہ کسی قوم و ملت پر بند نہین،

جس قوم کے پاس لے دیکے علیگڈھ و لکھنؤ کے کل دو ابتدائی مدارس نسوان ہون اور انکا بھی یہ حال ہو
کہ ایک باوجود ہر ہائنس بیگم صاحبہ بھوپال کی سرپرستیون کے نیم مردہ ہو چکا ہو، اور دوسرے کی سسکتی ہوئی
زندگی کا سہارا تمامتر مرحوم کرامت حسین اور راجہ صاحب محمود آباد کی فیاضیان ہون، وہ اگر اس عالی حوصلہ

دبلند ہمت قوم سے مقابلہ و مسابقت کا دعویٰ کرے، جو اس کامیابی کے ساتھ اسکول نہین، کالج نہین بلکہ
چلارہی ہو تو اسکی عقل و دانش سے متعلق کیا راے قائم کرنا چاہتے ہو،

بنگال کے ایک مایۂ ناز فرزند ڈاکٹر مہندر و بوس ایم، اے، پی، ایچ، ڈی ایک عرصے امریکہ کی
ایک یونیورسٹی مین پولیٹکل سائنس (علم السیاست) کے پروفیسر ہین، حال مین انکا ایک مضمون شائع ہوا
جسمین انھون نے اپنے ہموطن ماہرین تعلیم کو امریکہ مدعو کیا ہے، کہ "نئی دنیا" کی حیرت انگیز تعلیمی ترقیون کا مشاہدہ
کرکے ان عجائب و نوادر کو ہندوستان مین روشناس کرین، مہمان عزیز کی اس فہرست مین ہندو یونیورسٹی، ...
پونہ، میسور یونیورسٹی، عثمانیہ یونیورسٹی، اور یادش بخیر "مسلم یونیورسٹی" کے نام بھی ہین، "غیرون" کا حال تو معلوم
نہین کہ وہ اس رقعۂ دعوت کا کیا جواب دینگے، لیکن "اپنون" سے عرض ہے کہ قبول دعوت سے پیشتر اس پر
غور فرمالیا جائے کہ اگر میزبان کے میز سے یہ صدا اٹھی کہ

تو بردن در چہ کردی کہ درون خانہ آئی؟

تو کیا جواب ہوگا؟

میسور کی مجموعی آمدنی تقریباً ۳ کرور سالانہ ہے، اسمین سے تعلیم کی مد پر ۴۳ لاکھ صرف ہوتے ہین، بڑودہ کا
مجموعۂ محاصل تقریباً ۲ کرور سالانہ ہے، اسمین سے تعلیم پر ۲۰-۲۱ لاکھ صرف آتا ہے، ٹراونکور کی سالانہ آمدنی کل
ایک کرور ۷۰ لاکھ ہے، اسمین سے ۱۹-۱۹۲۰ء کے تخمینہ کے مطابق تعلیمی بجٹ کی میزان ۲۶ لاکھ رکھی گئی ہے، اس
مقابلہ مین "اسلامی" ریاستون کا ذکر نہین، سوال یہ ہے کہ حکومت ہند کی مجموعی آمدنی اور اسکے تعلیمی مصارف
مین ہر سال کیا تناسب رہتا ہے؟

زبان کی لکنت بھی منجملہ ان امراض کے ہے جو افسوسناک اور انسان کی حیثیت افادی مین حارج ہوتے ہین،
پھر بھی انکا کثرت تعداد بھی اُسکا یہ حال ہے کہ بعض تحقیقین کے اندازہ مین فی ہزار پانچ افراد ضرور اس کے مریض
پائے جاتے ہین، ایسی صورت مین بقول معاصر، انڈین ایجوکیشن، گورنمنٹ کا فرض ہونا چاہیئے کہ جس طرح اندھون،
اور گونگون کی تعلیم کے مخصوص انتظامات ہوتے ہین، لکنت کے مریضون کے لئے بھی ایک مخصوص درسگاہ قائم
کرے، جسمین اُنکا علاج بھی ہوتا رہے، لیکن اگر گورنمنٹ اس فرض کو ادا کرنے لئے تیار نہین تو باہمت افراد قوم کو
اس میدان عمل مین قدم رکھنا چاہیئے، انگلستان، جرمنی، فرانس وغیرہ تمام متمدن ممالک مین اس قسم کے شفاخانے
قائم ہین، امریکہ کے بعض بڑے شہرون مین صرف شفاخانے ہی نہین قائم ہین، بلکہ اس مرض کے معالجہ کے
اصول کی بھی تعلیم ہوتی ہے، جاپان مین جو دار الصحت اس مقصد کے لئے ہے وہ تمامتر افراد قوم کا قائم کردہ ہے،
گو کبھی کبھی سرکاری اعانت بھی اسمین شامل ہوجاتی ہے، ۱۶ برس کے عرصہ مین دس ہزار سے زائد مریض
اسکے ذریعہ سے صحت پاچکے ہین، اور تجربہ سے یہ معلوم ہوا ہے کہ ۱۲ اور ۳۰ سال کی درمیانی عمر کے مریض
جلدتر صحتیاب ہوجاتے ہین،

ہندوستان مین سرکاری حیثیت سے انگریزی کے اعلیٰ نظام تعلیم کو قائم ہوے ساٹھ (۶۰) سال ہوچکے،
اس وسیع مدت مین سرکاری یونیورسٹیون کی تعداد کل چھہ (۶) تک پہنچ سکی ہے، ان یونیورسٹیون مین جو نقائص
ہین ان سے قطع نظر کرکے اگر محض تعداد و کمیت کو پیش نظر رکھا جائے تو بھی اتنے بڑے رقبہ اور اتنی بڑی
آبادی مین ان معدودے چند یونیورسٹیون کا وجود بالکل ایسا ہی ہے کہ ہزارہا میل کے لق و دق ریگستان مین
ایک یا دو کنوئین بنا دینا کافی سمجھ لئے جائین، اعداد ذیل سے معلوم ہوگا کہ ہر یونیورسٹی کسقدر وسیع رقبہ، اور
کسقدر کثیر آبادی پر محیط ہے:-

	میل	آبادی
۱- کلکتہ،	۳۷۶۴۰۲	۶۵۴۸۰۷۱۶

(۲) بمبئی	۱۹۵۱۱۱	…۱۲۷۶۲۳
(۳) مدراس	۲۳۷۱۵۹	…۶۶۸۹۷
(۴) پنجاب	۳۹۴۱۳۸	…۱۱۶۱۱۸
(۵) الہ آباد	۴۵۲۴۰۸	…۴۴۱۹۷
(۶) پٹنہ	۱۱۱۸۸۱	…۴۲۳۵۲۹۳

گویا ہر یونیورسٹی کا دائرۂ حکومت کروڑون اشخاص کی آبادی اور لاکھون میل کے رقبہ پر شامل ہے، اب
ہماری یونیورسٹیون کی وہ فضیلت مخصوص ہے جسکے لحاظ سے یورپ و امریکہ کی کوئی یونیورسٹی
کی مدعی نہین ہو سکتی!

یورپ مین ابتک دستور یہ چلا آتا تھا کہ جب معاہدہ یا صلحنامہ مرتب ہوتے تو خدا کا ذکر ان مین
موقع ضرور ہوتا، "بہ تائید ایزدی ایسا ہوا" "خدا کی مرضی سے ایسا ہوگا۔" "خدا کے فضل و کرم کے بھروسہ
توقع ہے۔" اس طرح کے فقرے شروع یا آخر مین ضرور کہین نہ کہین ہوتے تھے لیکن اس جنگ عظیم کے
لیگ آف نیشن (مجلس اقوام) کا جو نظام عمل عقلاء فرنگ نے مرتب کیا، اسمین اس قسم کی کوئی تصریح
تک نہین، اسپر یورپ و امریکہ کے اخبارات و رسائل مین ہر طرح کی رائے زنی ہو رہی ہے، مذہبی گروہ
سخت برہم ہے اور کہتا ہے کہ مذہبی بے اعتنائی اور عملی الحاد کی یہ بدترین مثال ہے، آزاد خیال گروہ
مقابلہ مین فخر و مسرت کا اظہار کرتا ہے، اور اوہام پرستی پر عقلیت کے غلبہ کی اسے کامیاب علامت قرار دیتا
لیکن حقیقت یہ ہے کہ اگر دلون مین خلوص نہین، اور اس عقل آرائی سے مقصود تمامتر دوسرون کو اور خود اپنے نفوس کو
دنیا ہے تو مذہبی گروہ کو بجائے ناخوش ہونے کے خوش ہونا چاہیے کہ ایسی تحریر کا سر عنوان اسم پاک کو بنا کر اسکی
نہین کیگئی، زلیخا نے جب بدکاری کا ارادہ کیا تو اپنی معبود پر پردہ ڈال دیا، خدا پرستون کو اتنی غیرت تو بہر حال ہونی چاہیے

مقالات

مجسمون اور تصویرون کے متعلق اسلام کا شرعی حکم

ایک مدت سے احباب کا تقاضا تھا کہ مین اس موضوع پر کچھ لکھون، احباب خاص کا اصرار تو یہانتک بڑھا کہ وہ آزردگی کی حد تک پہنچگیا، لیکن مین صرف اسلیے بہانہ جوئی کر رہا تھا کہ اس مسئلہ کے متعلق خود مجھے اطمینان قلب اور انشراح صدر حاصل نہ تھا، اور کسی مسئلہ شرعی پر بغیر اس کیفیت کے حصول کے کچھ لکھنا اشاعت باطل کا فرض ادا کرنا ہے؛

نہ صرف ہندوستان مین بلکہ تمام عالم اسلامی مین یہ مسئلہ علماے دین مین مدتون زیر بحث رہا ہے، مصر کے علماء مین سے مفتی عبدہ مرحوم نے تو اسکے جواز کا فتوی دیا ہے بشرطیکہ وہ بت پرستی کی حد سے باہر ہو، علامہ سید رشید رضا مصری نے المنار کے متعدد فتاوی مین اسکو جائز بتایا ہے،

ہندوستان مین گو کسی عالم نے مستقل اس بحث کو نہین چھیڑا لیکن عموماً علماے ہند کے درمیان یہ مسئلہ عدم جواز ہی کی حالت مین ہے، مولوی چراغ علی مرحوم نے اس واقعہ سے کہ حضرت سلیمان کے محل مین مجسمے اور تصویرین تھین انکو مطلقاً جائز سمجھانا چاہا ہے، اخیر زمانہ مین اس مسئلہ نے ہندوستان مین اسلیے اور بھی پیچیدگی اختیار کر لی کہ ہندوستان کا مشہور مذہبی رسالہ الہلال کلکتہ سے نمودار ہوا تو اس شان سے کہ ایک طرف تو اتباع شریعت اور عمل بالقرآن والسنۃ کا صحیفۂ دعوت اسکے ہاتھ مین تھا اور دوسری طرف اسکے دوسرے ہاتھ مین خوشنما اور خوشرنگ تصویرون کا البم تھا،

در کفے جام شریعت در کفے سندان عشق

اسی زمانہ مین مجھے اس مسئلہ کی توضیح کی فرمائش کی گئی تھی، لیکن دیوان قضا مین یہ خدمت معارف کے لئے طے ہو چکی تھی اور کہین کیونکر انجام پاتی، وفضل اللّٰہ التوفیق والصواب،

آجکل تصاویر، دنیا کی تہذیب جدید کا جز ہو گئی ہین، بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ اس خاکی دنیا کے علاوہ ایک اور کاغذی دنیا پیدا ہو گئی ہے، جو افلاطون کے عالم مثل سے زیادہ حیرت انگیز اور وسیع ہے، عالم مثل صرف کلیات کا مسکن ہین، لیکن ہماری تصاویر کا عالم کلیات وجزئیات، جواہر واعراض سب کا مسکن ہے،

تصویر کشی کا آغاز کیونکر ہوا؟ یہ فانی انسان کی آرزوے خلود اور آنکھون سے دور اور اوجھل ہستیون کی دید کا نتیجہ ہے، پُرزور سے پرزور اور طاقتور سے طاقتور انسان زندہ ہوتا ہے اور مر جاتا ہے، ہماری دلی خواہش یہ ہے کہ وہ ہم سے جدا نہو، وہ ہماری آنکھون سے پنہان نہو، اُسکی کیا صورت ہے، صرف یہ ہے کہ اسکی نقل اور عکس جو ہماری آنکھون مین اصل کی کیفیت پیدا کرے، ہمارے سامنے موجود ہو، یہین سے ہیرو ورشپ یعنی نامور پرستی کا آغاز ہوا، دیوتا جو جاہل انسانون کے خدا تھے، انکے پرستار چاہتے تھے کہ وہ ہمارے سامنے آئین، ہم انکی خدمت کرین، اُنکے دیدار سے متمتع ہون، وہ مجسم ہو کر ہمارے گھرون مین رہین کہ ہمارے گھر مصیبتون اور بلاؤن سے محفوظ رہین، ہم اُنکے سامنے سجدہ مین گرین، ہم انکو اپنا خدا کہکر یاد کرین، اور اُنکی صورت سے تسکین حاصل کرین، اسکی تدبیر بجز اسکے کیا ہے کہ پتھر، مٹی، سونا، چاندی اور دیگر ٹھوس چیزون سے ہمارا تخیل انکی صورتگری کرکے اُنکو مجسم کر دے،

قدیم زمانہ مین یہی ایک چیز تھی جو دنیا کی گمراہی، باطل پذیری اور بت پرستی کا ذریعہ بنی، ہندوستان، چین، اور یونان اس باطل پرستی کے مظہر تھے، اور یہین اس فن نے کمال حاصل کیا ہے، ہندوستان مین تصویر کا سب سے زرین عہد بودھ کا زمانہ ہے، اسوقت جسقدر یادگار مجسمے سنگی مورتون کی صورت مین موجود ہین وہ سب اسی عہد کی پیداوار ہین، حالانکہ ایک طرف بودھیون کا یہ حال ہے کہ وہ خدا تک کے قائل نہین، دوسری طرف یہ عالم ہے کہ بودھ کی تصویرون اور مورتون سے انھون نے ہندوستان کے پہاڑون، غارون اور عمارتون کو معمور کر دیا اور ایک مدت سے خدائی کا جلوہ صرف بودھ کی صورت مین انکو نظر آتا ہے۔

یہی اسباب تھے جنکی بنا پر مذاہب صحیحہ نے بت تراشی اور تصویر کشی کو ناجائز قرار دیا، اور اسکو انسان کا بد ترین فعل بتایا، چنانچہ توراۃ کتاب الاحبار مین ہے

"تم بتون کی طرف رجوع مت ہو اور نہ اپنے لئے ڈھالے ہوے معبودون کو بناؤ مین خداوند تمہارا خدا ہون"

(۱۹-۴)

آگے چل کر اسی کتاب کے چھبیسوین باب مین اس مفہوم کو اور زیادہ مفصل بیان کیا گیا ہے،

تم اپنے لئے بتون کو یا کسی تراشی ہوئی مورت کو نہ بنائیو، اور نہ پوجنے کی لاٹ کو کھڑا کرو، اور نہ اپنے لئے کوئی صورتدار پتھر اپنے ملک مین کھڑا کرو کہ اسکے آگے سجدہ کرو اسلئے کہ مین خداوند تمہارا خدا ہون" (۲۶-۱)

حزقیال نبی کی کتاب مین ہے،

تو اپنے لئے تراشی ہوئی مورت یا کسی چیز کی صورت جو اوپر آسمان پر اور نیچے زمین پر یا زمین کے نیچے پانی مین ہے مت بنا، تو انہین سجدہ نہ کر، نہ انکی بندگی کر (۵-۸)

استثنا باب ۲۷ مین ہے،

اس شخص پر جو اپنے ہاتھون کی کاریگری سے کھود کے یا ڈھال کے بت بنا ے جس سے خداوند کو نفرت ہے اور اُسے پوشیدہ مکان مین رکھے اُسپر لعنت ہے - (۲۷-۱۵)

حضرت داؤد کی زبور مین ہے،

شرمندہ ہون وہ سب جو کھودے ہوے بت پوجتے ہین اور مورتون پر پھولتے ہین اے سارے معبودو تم اُسے سجدہ کرو، (۹۷-۷)

ان حوالون سے یہ بخوبی واضح ہوتا ہے کہ سامی خاندان کے سب سے پرانے مذہب مین بھی بت تراشی اور صورتگری ناجائز تھی، اور اسکے تمام انبیا نے اسکی حرمت کا فتوی دیا ہے، لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جو مجسمے اور تصاویر بت پرستی کے کام مین آتی نہین یعنی وہ دیوتاؤن اور دیبیون کی شبیہین نہ تہین، انکا استعمال شریعت

بنی اسرائیل مین جائز ہے، علاوہ ازین کہ توراۃ کے مذکورۂ بالا فقرون سے یہ مفہوم ہوتا ہے، حضرت سلیمان علیہ السلام کی تاریخ سے بھی اسکا ثبوت ملتا ہے،

حضرت سلیمانؑ نے جو محل اور ایوان اور بیت المقدس کی عمارتین تعمیر کرائی ہتین، اُنکے کوارڑون پر کرسیون پر اور دیگر مقامات پر بیلون، شیرون، اور فرشتون کی تصویرین اور مورتین بنوائی ہتین، تاریخ کی پہلی کتاب مین ہے۔

"(مصنوعی) تالاب بارہ بیلون پر تہا۔۔۔ اور ان حاشیون پر شیر، بیل اور فرشتے بنے تہے۔۔۔۔

تالاب کے نیچے بارہ بیل اور دیگین اور بہاوڑے اور پیالے۔۔۔ (۸) صندوق عہد کو دو فرشتون کے پرون کے نیچے رکہا کیونکہ فرشتے اپنے دونون بازو صندوق پر پہیلائے ہوئے تہے، (باب ۱۰ ملتقطاً)

قرآن مجید مین اسی واقعہ کو اس آیت پاک مین بیان کیا گیا ہے،

يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ مِن مَّحَارِيبَ	وہ سلیمان کے لئے جو وہ چاہتا تہا، بناتے تہے قلعے
وَتَمَاثِيلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُورٍ	مورتین، اور حوض کے جیسے پیالے، اور بڑی بڑی دیگین
رَّاسِيَاتٍ (سبا)	جو ایک جگہ جمی رہتی ہتین

انجیل مین تصاویر اور مجسمون کے لئے کوئی امتناعی حکم مذکور نہین اور ضرورت بھی نہ تھی، اسلئے کہ انجیل توراۃ کے تمام احکام کو بسر و چشم قبول کرتی ہے۔ اور اسکی شریعت کو ناقابل تغییر قرار دیتی ہے، لیکن رومیون اور مصریون کے قبول عیسائیت کے بعد، شریعت عیسوی مین جو تحریف و تنسیخ ہوئی، اسکا ایک اثر یہ بھی ہوا کہ ان قومون مین چونکہ مجسمہ پرستی و بت پرستی کا رواج تہا اسلئے جو عیسائی ہونیکے بعد بھی اُن مین باقی رہ گیا، فرق اسقدر ہوا کہ پہلے وہ دیوتاؤن اور دیبیون کی مورتین پوجتے تہے، اور اب اُنکے بجائے مسیح، مریم، اور روح القدس کی مورتون کی پرستش شروع کی، کلیساؤن اور معبدون مین پرانی مورتون کے بجائے ماں، بیٹے، اور روح القدس کے مجسمون نے جگہ پائی، اور آخر اسکو وسعت یہانتک ہوئی کہ رومی دستکاری اور صنعت کے موقعون پر بھی نقش و نگار کے بجائے ان

تصویرون کو استعمال کرنے لگے، اور اسکو اپنے خیال مین اپنے مذہب کی اشاعت کا ذریعہ سمجہا،

اہل ایران جو اپنے کو علم و تمدن اور مذہب و سیاست مین رومیون کا حریف سمجہتے تھے، وہ اپنے ملک سے جو مصنوعات باہر بھیجتے تھے، ان مین اپنے بادشاہون کی تصویرین بناتے تھے،

عرب جاہلیت مین بھی مجسمہ پرستی کا رواج انتہائے عروج پر پہنچ چکا تہا، خلیل بت شکن کا معبد ۳۶۰ بتون کا مسکن تہا، کعبہ کی دیوارون پر، حضرت ابراہیم، حضرت اسمعیل، حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم کی رنگین تصویرین بنی ہتین، چنانچہ سنہ ۸ھ مین جب مکہ فتح ہوا تو آنحضرت صلعم نے ان بتون کو توڑوا دیا، اور تصویرون کو پانی سے دھلا کر مٹا دیا، عرب سے باہر ہندوستان، ترکستان و چین وغیرہ دیگر بلاد عالم مین بھی قریب قریب یہی کیفیت تھی۔

غرض تمام دنیا پر مجسمہ پرستی کی ظلمت شب چھائی ہوئی تھی کہ دفعۃً آفتاب اسلام مطلع عرب سے نمودار ہوا، غور کرو، اب دنیا کا یہ نقشہ ہو تو ہر مبلغ توحید جو اسوقت دنیا کے کسی گوشہ مین پیدا ہوتا، وہ مجسمہ سازی، تصویر کشی اور بت تراشی کی نسبت کیا فیصلہ کرتا، وہی جو اسلام نے کیا، یعنی بت پرستی اور باطل طلبی کے ان تمام ذرایع کو یکلخت مسدود کر دیا۔

حضرت ابن عمر، حضرت ابوطلحہ انصاری، حضرت علی، حضرت عائشہ، حضرت ابن عباس، اور حضرت ابوہریرہ سے صریح و صحیح احادیث، بخاری و مسلم و ابوداؤد وغیرہ مین مذکور ہین، کہ آنحضرت صلعم نے گھرون مین تصویرون کے لٹکانے سے منع فرمایا، اور مصورون کے لئے سخت سے سخت تہدیدی الفاظ فرمائے، چونکہ تمام کتب حدیث مین ایک ہی قسم و معنی کی سب حدیثین ہین، اسلئے صرف چند احادیث جن سے تصویرون کے متعلق مطلقاً امتناعی احکام مفہوم ہوتے ہین، لکھی جاتی ہین،

۱۔ قال رسول اللّٰہ صلعم ان اشد الناس عذابا یوم القیامۃ المصورون (مسلم و بخاری)	آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے بڑا عذاب مصورون کو ہوگا،
۲۔ قال صلعم الذین یصنعون الصور یعذبون	آپ نے فرمایا جو تصویر بناتے ہین قیامت مین اُن پر عذاب ہوگا۔ اُن سے کہا جائیگا کہ جو

يوم القيامة يقال لهم احيوا ما خلقتم (مسلم و بخاری)

تم نے پیدا کیا ہے، اسمین روح پھونکو،

(۳) قال صلعم قال الله عز و جل و من اظلم ممن ذهب يخلق كخلقي فليخلقوا ذرة او ليخلقوا حبة او ليخلقوا شعيرة (مسلم و بخاری)

آپ نے فرمایا خدا ارشاد فرماتا ہے کہ اس سے بڑھکر کون ظالم ہوگا جو میری خلقت کی طرح خلق کرنے جاتا ہے، اچھا تو وہ ایک ذرہ تو پیدا کرلے، ایک دانہ تو پیدا کرلے، ایک جو تو پیدا کرلے،

(۴) قال صلعم اشد الناس عذابا يوم القيامة الذين يضاهون بخلق الله (بخاری)

فرمایا "سخت ترین عذاب قیامت مین ان لوگون پر ہوگا جو خدا کی صفتِ خلق کی مشابہت کرتے ہین،

صحاح مین ان معنون کی اور بھی حدیثین ہین، جنمین الفاظ کا گو کسیقدر اختلاف ہے، لیکن مطلب سب کا یہی ہے، اِنکے علاوہ ایسی حدیثین بھی ہین جنمین آپ نے یہ فرمایا ہے کہ "جس گھر مین کوئی تصویر یا مجسمہ ہو اسمین فرشتے نہین داخل ہوتے، ایسی بھی حدیثین ہین جنمین یہ بیان کیا گیا ہے کہ آپ جہان تصویرون کو دیکھتے تھے اُنکے بگاڑ دینے کا حکم فرماتے تھے" یہ تمام حدیثین صحاح ستہ مین بہ تفصیل مذکور ہین،

لیکن اِنکے برخلاف اِن کے مقابل مین ایسی حدیثین بھی ہین، جنمین بعض خاص قسم کی تصویرین حرمت سے مستثنی کردیگئی ہین، بعض حدیثون مین ہے کہ صحابہ کے گھرون مین یا استعمال مین ایسے فرش یا کپڑے تھے جنمین تصویرین بنی ہتین، حالانکہ تصویرون کی ممانعت کا حال اُنہین معلوم تہا، متعدد صحابہ سے روایت ہے کہ غیر ذی روح کی تصویر منع نہین، اسی طرح کپڑے مین تصویر ہو تو اُسکا استعمال جائز کیا ہے،

اب اس موقع پر پہنچکر روایت کشی اور تحدیث کے علاوہ فہم، تفقہ، اور استنباط کی ضرورت پیش آتی ہے اور یہ دیکھنا پڑتا ہے کہ ائمۂ حدیث اور فقہاے مجتہدین نے رفع اختلاف، اور اصل مسئلہ کی توضیع اور احادیث کے مطالب و معانی کی تشریح کیونکر کی ہے،

اس سے پہلے کہ ائمۂ حدیث اور فقہاے مجتہدین کے اقوال و آرا معرض بحث مین لائے جائین اسلام کے ایک خاص اصولِ تشریع (قانون سازی) کی تفصیل نہایت ضروری ہے،

عرب مین جو باطل پرستیان اور برائیان ایسی شدید اور عالمگیر ہتین کہ وہ عربون کی رگ و ریشہ مین سرایت کرگئی ہتین، اور گویا وہ ملک کی ضلالت کا عنصرِ اصلی بن گئی ہتین، اسلام نے انکی حرمت کے ساتھ پہلے اُن کے متعلقات اور دوسرے ذرایع کی بھی ممانعت کردی، پھر جیسے جیسے طبایع سے ان برائیون کا استیصال ہوتا گیا انکے متعلقات اور ذرایع مین وہ ڈھیل دیتا گیا، یہانتک کہ پورے اطمینان کے بعد ایک دن اُنکے جواز کا اُس نے اعلان کردیا؛ اس قسم کے متعدد مسائل احادیث صحیحہ مین مذکور ہین، مثلاً جب شراب حرام ہوگئی تو اُن برتنون کے استعمال کی بھی ممانعت کردیگئی، جنمین عموماً عرب مین شراب بنانے کا دستور تہا، لیکن جب شراب کی عادت عربون سے چھوٹ گئی تو ان برتنون کے عدم جواز کا فتوی اُٹھا لیا گیا، اسی طرح عربون کی شدت اصنام پرستی کو دیکھکر زیارت قبور تک کو آنحضرتِ صلعم نے ناجائز قرار دیا، لیکن تھوڑے دنون کے بعد جب یہ خطرہ جاتا رہا تو آپ نے اسکی اجازت دیدی؛ سونے اور حریر کا استعمال پہلے عورتون اور مردون دونون کے لیے حرام کیا گیا، لیکن آخر مین عورتون کیلئے حلال کردیا گیا، اور مردون کے حق مین حرمت علی حالہا قائم رکہی گئی، اس قسم کی اور مثالین بھی شریعت مین مل سکتی ہین،

اس قیاس پر یہ سمجہنا نہایت آسان ہے کہ آغاز مین اصنام پرستی کے کلی استیصال کے لئے ہر قسم کی تصویرین اب مجسمے اور مورتین حرام کردیگئین لیکن بعد ازین جب تمام عرب مسلمان ہوگیا، اور بت پرستی کا خدشہ مفقود ہوتا رہا تو اس مسئلہ کی شدت مین کسیقدر تخفیف کیگئی اور بعض صورتین حرمت سے مستثنی کی گئین،

علامہ بدرالدین عینی بخاری کی شرح مین لکہتے ہین:-

وانما نهى الشارع اولا عن الصور كلها وان كان رقما لانهم كانوا حديثي عهد بعبادة الصور فنهى عن ذلك جملة ثم لما تقرر نهيه عن ذلك اباح ما كان رقما في ثوب للضرورة الى اتخاذ الثياب فاباح ما يمتهن لانه يومن

ابتدا مین شارع نے ہر قسم کی تصویرون کو گو وہ نقش ہی کیون نہون اسلئے منع کیا کہ اہل عرب کو اصنام پرستی چھوڑے ہوئے بہت ہی کم زمانہ ابھی گذرا تہا، اس بنا پر جملہ تصاویر منع کیگئین، لیکن جب یہ ممانعت انکے دلون مین خوب گھر کرگئی تو کپڑے مین جو تصویر نقش ہو بضرورۃ جائز کردیگئی، پس جو تصویرین

علے الجاهل تعظیم ما یمتهن و یبقی النهی فیما لا یمتهن۔

محل عظمت مین ہنون انکو مباح کر دیا کیونکر جاہل سے ... خطرہ نہین ہر کہ جو چیز ذلیل سمجھی جائے اسکی ... تعظیم کرے ... ممانعت ان تصویرون مین باقی رہی جو محل عظمت مین ...

تصاویر اور مجسمون کی حرمت کا سبب فقہا، اور محدثین نے تعظیم عبودیت قرار دیا ہے، اور اس بنا پر ... احادیث مین مصورون اور مجسمہ سازون کے لئے سخت ترین عذاب کی تہدید ہے وہ صرف ان لوگون کی ... خاص بتایا ہے جو پرستش اور پوجا کی مورتین اور دیوتاؤن اور دیبیون کی تصویرین بناتے ہین ... ان احادیث مین (اشد الناس عذابا) اور نیز خلود نار کی سزا انکے لئے فرمائی گئی، حالانکہ متعدد احادیث ... اور آیات قرآنی مین یہ سزائین صرف کفار، اور مشرکین کے لئے مخصوص کی گئی ہین، اس بنا پر یہ سزائین ... انہین مصورون اور مجسمہ سازون کے لئے خاص سمجھی جائین گی جو معبودان باطل اور دیوتاؤن کی تصویرین ... بنایا کرتے ہین، اور جنکو جاہل لوگ خرید خرید کر اپنے گھرون مین پوجا پاٹ کے لئے رکھتے ہین، چونکہ ان مصورون ... مجسمہ سازون کا یہ فعل خود مشرکانہ اور ہزارون انسانون کے مبتلاے شرک ہونے کا سبب ہوا ہے اسلئے انکی ... وہی سزا ہیگی جو مشرکین کے لئے مقرر ہے۔

امام طبری فرماتے ہین،

ان المراد هنا من یصوّر ما یعبد من دون الله وهو عارف بذلک قاصداً له فانه یکفر بذلک فلا یبعد ان یدخل مدخل آل فرعون۔

یہان مراد وہ مصور ہین جو ان چیزون کی تصویرین بناتے ہین جو خدا کے سوا پوجی جاتی ہین، اور وہ انکے بطلان سے واقف ہین ... اسے عبادت کی غرض سے بناتے ہین کیونکہ وہ اپنے فعل کے ... ہوجائینگے اور بعید نہین کہ وہ اہل فرعون کا سا عذاب پائین ...

امام خطابی کا قول ہے،

انما عظمت عقوبة المصوّر لان الصور کانت

مصور کی عقوبت اسلئے شدید ہوئی کہ تصویرین پہلے خدا کے ...

... یعبد من دون الله ولان النظر الیها یفتتن و بعض النفوس الیها تمیل،

... علاوہ پوجی جاتی تہین اور اسلئے کہ انکی طرف دیکھنے سے آ... مبتلاے فتنہ ہوتا ہے اور بعض قلوب انکی طرف مائل ہوجاتے ہین

حافظ ابن حجر نے فتح الباری مین (جلد ۱۰ صفحہ ۳۲۲) اس تطبیق پر مفصل بحث کی ہے، اور انکی ذاتی راے ... اسی طرف مائل ہوتی ہے، بعض لوگون نے اس عذاب شدید کو ذی روح اشیاء کے مصورون تک وسعت دی ہے، بہرحال پرستش اور پوجا کی تصویرین اور مجسمے قطعاً اور کلیۃً حرام اور ناجائز ہین، اور انکے بنانے والے ... شرک کے بدترین سزاؤن کے مستوجب ہین، فتح مکہ مین اصنام کی خرید و فروخت کی ممانعت پر آنحضرت صلعم نے ... خطبہ دیا (صحیح مسلم، بیوع) اور حرم مین جسقدر انبیا اور فرشتون کی تصویرین تہین انکو محو کر دیا، آخرین لمحۂ حیات ... مین جو وصیتین آپ نے فرمائی ہتین ان مین ایک یہ مسئلہ بھی تہا، بعض ازواج مطہرات نے جو ہجرت کر کے ... حبشہ گئی ہتین آپکے مرض الموت مین حبشہ کے کلیساؤن اور گرجاؤن کا تذکرہ کیا، ان مین جو تصاویر اور مجسمے تہے، ... کی تعریف کی، آپ نے انکی یہ باتین سن کر فرمایا:

... اولئک اذا کان فیهم الرجل الصالح فمات بنوا علی قبره مسجداً و صوّروا فیه تلک الصور، اولئک شرار الخلق عند الله عز وجل یوم القیامة (بخاری و مسلم باب النهی عن بناء المساجد علی القبور)

ان لوگون مین جب کوئی نیک آدمی مرجاتا ہے تو وہ انکی قبر پر عبادتگاہ بنالیتے ہین جہین انکی تصویرین کھڑی کرتے ہین، یہ بدترین مخلوق ہین خدا کے نزدیک قیامت کے دن۔

یہ اس باب مین آپکا آخری قول ہے، اور ہر قسم کے نسخ سے مبرا اور آزاد ہے، اب رہ گئیں وہ تصویرین ... جو عبادت اور پوجا کے کام مین نہین آتین بلکہ محض خوشنمائی، آرائش یا کسی اور غیر مشرکانہ غرض سے بنائی ... جاتی ہین، انکے متعلق سب سے پہلے احادیث سے ہم یہ دکھانا چاہتے ہین کہ آپ نے انکو کن اسباب کے ساتھ وابستہ فرمایا ہے؟

۱- حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔

خرج فی غزاة فاخذت نمطاً فسترته علی الباب فلما قدم فرأی النمط عرفت الکراهیة فی

آنحضرت صلعم کسی غزوہ مین گئے تھے، مین نے ایک تصویردار فرش لیا اور اسکو دروازہ پر لٹکایا، جب آپ واپس آئے اور

وجهه فجذبه حتی هتکه وقال ان الله لم یامرنا ان نکسو الحجارة والطین۔

کپڑے کو دیکھا تو مین نے آپکے چہرہ مین کراہت [illegible] اس پردہ کو کھینچ لیا، اور پھاڑ ڈالا، اور فرمایا کہ خدا نے ہم کو [illegible] مٹی کو کپڑہ پہنانے کا حکم نہین دیا۔

یہ حدیث صحیح مسلم باب التصاویر مین ہے، امام احمد نے اسی حدیث کو ان الفاظ مین روایت کیا ہے

قدم رسول الله صلعم من سفر وقد اشتریت نمطاً فیه صورة فسترته علی سهوة بیتی فلما دخل کره ما صنعت وقال اتسترین الجدر یا عائشة فطرحته وقطعته مرفقتین (جلد ۶ صفحہ ۲۴۷ مصر)

آنحضرت صلعم ایک سفر سے واپس آئے مین نے ایک کپڑا [illegible] جسمین ایک صورت تھی تو مین نے اسکو اپنے حجرہ مین لٹکا [illegible] جب آپ داخل ہوے تو میرے اس فعل کو ناپسند کیا اور فرمایا اے عائشہ دیوارون کو کپڑا پہناتی ہو، مین نے اسکو گرا دیا اور کاٹ کر دو تکیے بنا لیے۔

حضرت عائشہ ہی کا واقعہ ہے، فرماتی ہین:

کان لنا ستر فیه تمثال طائر وکان الداخل اذا دخل استقبله فقال لی رسول الله صلعم حوّلی هذا، فانی کلما دخلت ذکرت الدنیا۔ (مسلم)

ہمارے پاس ایک پردہ تھا جسمین ایک پرندہ کی تصویر [illegible] جب کوئی اندر آنے والا آتا تو وہ اسکے سامنے پڑتا، آپ نے [illegible] اسکو ہٹا دو، جب مین اندر آتا ہون تو اس آرائش کو دیکھکر دنیا [illegible] آتی ہے۔

یہی حدیث امام احمد نے مسند مین بھی انہین الفاظ کے ساتھ دو سندون سے روایت کی ہے، (دیکھو مسند [illegible] صفحہ ۴۹، و ۱۸۲ مصر)

(۳) ابوداؤد طیالسی نے اپنی مسند مین حضرت ابن عباس کا واقعہ نقل کیا ہے کہ وہ ایک دفعہ بیمار تھے تو ایک صاحب انکی عیادت کو گئے، حضرت ابن عباس ایک چادر اوڑھے تھے، اسپر تصویرین بنی تھین، ان صاحب نے اعتراض کیا، حضرت ابن عباس نے فرمایا،

عنه وما ادری رسول الله صلعم نهی عن هذا الا للتکبر والتجبر ولسنا بحمد الله کذلک (صفحہ ۳۵۶، حیدرآباد)

مجھے اسکا علم نہین ہوا اور مین نہین سمجھتا ہون کہ آپ نے اس سے منع فرمایا، لیکن اسلئے کہ اس سے فخر و غرور ہوتا ہے اور ہم لوگ بحمد اللہ ایسے نہین ہین،

یعنی اس قسم کی زیبائش اور آرائش کے کپڑے سے دلون مین غرور و فخر پیدا ہوتا ہے اسلئے آپنے منع فرمایا۔

(۴) صحیح بخاری (کتاب الصلوة و باب التصاویر) مین حضرت انس سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ کے پاس ایک مصور پردہ تھا جو سامنے لٹکا رہتا تھا، آنحضرت صلعم نے ان سے فرمایا،

امیطی عنی قرامک هذا فانه لاتزال تصاویره تعرض فی صلوتی۔

عائشہ! اپنا یہ پردہ سامنے سے ہٹا لو کیونکہ اسکی تصویرین میری نماز مین خلل انداز ہوا کرتی ہین،

ان احادیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ غیر مشرکانہ تصاویر ناجائز نہین، زیادہ سے زیادہ خلاف تقوی ہین،

ایک مشکل کا حل

حضرت عائشہ کے مصور پردہ کے متعلق متعدد احادیث اوپر گذر چکی ہین، اور یہ سب بخاری مین یا مسلم مین یا دونون مین موجود ہین، ان احادیث پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ ان مین شدید اختلافات ہین، ایک مین ہے کہ پردہ مکان کے دروازہ پر آویزان تھا، دوسرے مین ہے کہ مکان کے اندر کوئی چھوٹی سی کوٹھری بنی تھی اسمین لٹکا ہوا تھا، ایک مین ہے کہ آپ مکان کے اندر داخل نہین ہوئے، دوسرے مین ہے کہ اندر داخل ہوئے تب دیکھا، ایک مین ہے کہ آپ نے پردہ کو پھاڑ دیا، دوسرے مین ہے کہ اسکے ہٹا دینے کا حکم دیا، ایک مین ہے کہ آپ نے برہمی ظاہر کی، دوسرے مین نرم الفاظ ہین، ایک مین ہے کہ اس کپڑے کو پھاڑ کر دو تکیے اور گدے بنے تو استعمال فرمایا، دوسرے مین ہے کہ وہ آپکے بیٹھنے ہی کے لئے اصل مین خریدا گیا تھا، لیکن آپ نے اسکا استعمال ناپسند کیا، ایک مین ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ان تصویرون کے بنانے والے پر عذاب ہوگا، دوسرے مین اسکے متعلق کوئی ذکر نہین، ایک حدیث مین حضرت عائشہ آپ سے روایت کرتی ہین کہ آپ نے فرمایا جس گھر مین تصویر ہو فرشتے اسمین داخل نہین ہوتے (صحیح مسلم باب لاتدخل الملئکة بیتا فیه کلب او صورة)

لیکن اسی جامع صحیح کے اسی باب مین دوسری روایت مین ہے کہ ایک صاحب نے اُم المومنین سے روایت
کیا کہ حضرت ابوطلحہ انصاری کہتے ہین کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جس گھر مین کتا یا تصویرین ہو، اُسمین فرشتے
نہین داخل ہوتے، کیا آپ نے آنحضرت صلعم کو یہ کہتے سُنا ہے؟ اُنھون نے جواب دیا "نہین، لیکن مین تم سے
وہ بیان کرونگی، جو آپکو کرتے دیکھا ہے۔ آپ کسی غزوہ مین گئے تھے، مین نے ایک مصور کپڑہ لیا اور اسکو دروازہ
پر لٹکایا، جب آپ واپس آئے اور اس کپڑہ کو دیکھا تو مین نے چہرۂ مبارک مین کراہیت کا اثر پایا، پھر آپ نے
اُسکو کھینچکر پھاڑ دیا یا کاٹ دیا، اور فرمایا کہ ہمکو خدا نے پتھر اور مٹی کو کپڑے پہنانے کا حکم نہین دیا، مین نے اس
کپڑے کو پھاڑ کر اُسکے دو تکیے بنا لیے تو آپ نے اُسپر کوئی اعتراض نہین کیا،

ان دو مختلف المفہوم احادیث کو باہم مربوط کرنے کے لئے محدثین نے تین طریقے اختیار کئے ہین اول
یہ کہ ایک دوسرے کی تاویل اور کسر و انکسار کے بعد انکو جمع کیا جائے، لیکن درحقیقت یہ جمع بین الضدین کی کوشش
دوم یہ ہے کہ جن احادیث سے رخصت یا کراہت تنزیہی سمجھی جاتی ہے، اُن مین تصاویر سے مراد غیر ذی روح
کی تصاویر ہین، اور جنمین حرمت اور ممانعت قطعی کا ذکر ہے، اُن سے ذی رُوح تصاویر مراد ہین، لیکن میرے
نزدیک یہ دفعہ مصالحت اسلئے صحیح نہین کہ رخصت اور کراہیت تنزیہی کی بعض حدیثون مین تصریح ہے کہ
اُنمین ذی رُوح کی یعنی پرندے اور گھوڑے کی تصویر تھی، (مسلم و مسند احمد و ابوداود) سوم یہ کہ تصاویر کی حرمت
کا واقعہ آغاز اسلام مین تھا، حرمت کی حدیث، احادیث رخصت کی ناسخ ہے، یہ محدث داودی کی رائے ہے
لیکن علامہ محدثین ابن حجر اور ابن التین نے اسکی تردید کی ہے، اور میرے نزدیک یہ اسلئے غیر صحیح ہے کہ اصول
اسلام کا مجریٰ یہ ہے کہ عقاید اور متعلقات عقاید مین اسلام نے کسی رواداری کو ایک لمحہ کے لیے بھی دخل نہین
دیا ہے، ان چیزون مین اسلام نے اس غرض سے کہ تمام مراسم و ذرایع و متعلقات شرک و بت پرستی کی
بیخکنی کر دیجائے، پہلے سخت شدت کا برتاؤ کیا، لیکن جیسے جیسے ان خطرات کا انسداد ہوتا گیا اور عرب سے
ان مراسم مشرکانہ کا استیصال ہوتا گیا، اس شدت کی گرفت بھی ڈھیلی ہوتی گئی، اسکی تائید علامہ عینی کے قول سے

ہوتی ہے جو آغاز مضمون مین نقل کر دیا گیا ہے، اس بنا پر ان احادیث کی تطبیق کی صحیح صورت یہ ہے کہ احادیث
حرمت قطعی آغاز اسلام سے متعلق ہین، اور احادیث رخصت و کراہت بعد کی ہین، جو پہلے حکم کے شارح یا مخصص
یا ناسخ ہین، یعنی یہ کہ پہلے مشرکانہ و غیر مشرکانہ ذی رُوح و غیر ذی رُوح تمام تصویرین ناجائز تھین اور آپکی شدت
غضب و ممانعت کے احکام کا تعلق اسی دور سے ہے، اور اگر ان کا تعلق دور رخصت سے ہے تو وہ صرف مشرکانہ
تصاویر سے متعلق ہے۔

اس تفصیل کے بعد اسلام مین تصاویر کے شرعی حکم کے متعلق یہ فیصلہ سمجھنا چاہیئے کہ جو تصویرین مشرکانہ
ہین یعنی ان چیزون کی تصویرین جنکی پوجا اور پرستش کیجاتی ہے، مثلاً ہندوؤن مین دیوتاؤن کی تصویرین، کیتھولک
عیسائیون مین حضرت عیسیٰ، حضرت مریم، اور شہیدون کی تصویرین، وہ قطعاً ناجائز اور حرام ہین، اور انکے بنانیوالے
سخت ترین عذاب کے مستوجب ہین، لیکن جو تصویرین محض زیبائش و آرائش کے کام آتی ہین، اولیٰ اور بہتر تو یہی ہے کہ
ان سے بھی احتراز کیا جائے، لیکن اگر کوئی استعمال کرے تو انشاء اللہ عاصی نہوگا، اور حسب ذیل احادیث و آثار
جو یقیناً شارع کے آخری حکم کی تعمیل ہے، ہم اپنے ثبوت مین پیش کرتے ہین،

مرض الموت مین آنحضرت صلعم نے حبش کے گرجاؤن مین جو حضرت عیسیٰ و مریم اور دیگر شہداء کی تصویرین تھین
انکے متعلق جو کچھ ارشاد فرمایا، اُس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ مشرکانہ تصاویر ہمیشہ کے لئے ناجائز ہین، اور یہ آپکا
آخری حکم ہے جسکا کوئی ناسخ نہین،

غیر مشرکانہ تصاویر کے جواز پر حسب ذیل احادیث و آثار دلالت کرتے ہین،

۱- بحوالۂ کتب صحاح و مسانید گذر چکا ہے کہ حضرت عائشہ کے حجرہ مین ایک مصور پردہ تھا، جسمین پرندہ یا
گھوڑے کی تصویر تھی، آنحضرت نے فرمایا کہ یہ ہٹا دیا جائے کہ اس سے نماز مین خلل پڑتا ہے، اور بعض روایتون
مین ہے کہ آپ نے فرمایا، اس آرائش سے دنیا یاد آتی ہے، اگر اس قسم کی تصویر بھی ناجائز ہوتی تو آپ فوراً
اسکے مٹا دینے کا حکم دیتے۔

اس حدیث سے نہ صرف تصویر کی کراہت تنزیہی ثابت ہوتی ہے، بلکہ جسطرح یہ تصویر نماز کے آگے گر...
اُسی طرح منقش و رنگارنگ جانمازین اور مساجد کی ملوّن اور گل بوٹے کی محرابین بھی مکروہ ہین، چنانچہ اسی بنا پر
آپ نے منقش چادر (انبجانی) بھی نماز مین ناپسند فرمائی۔

۲- جو مصوّر پردہ حجرہ کے دروازہ پر حضرت عائشہ نے لٹکایا تھا، اور جسکو آپ نے پھاڑ ڈالا تھا یا پھاڑ
ڈالنے کا حکم دیا تھا، حضرت عائشہ نے اُسکے دو تکئے بنا لئے تھے، جنکو آپ بے تامّل استعمال فرماتے تھے حالانکہ
وہ تصویر اسمین اُسی طرح موجود تھی، جیساکہ امام احمد نے مسند (جلد ۶ صفحہ ۲۴۷) مین اسکی تصریح بھی روایت کی ہے
تمام محدثین اور فقہا نے اس حدیث سے اس امر پر استدلال کیا ہے کہ اگر تصاویر محلِّ عظمت مین نہون بلکہ مستحقر و پامال
ہون مثلاً وہ فرش و قالین مین ہون تو جائز ہے، لیکن اگر وہ آویزان یا کھڑی ہون تو جائز نہین، لیکن آگے حضرت
ابوطلحہ کی حدیث آتی ہے جس سے یہ تفریق ناقابل اعتبار ہوجاتی ہے،

۳- ترمذی اور کتب سنن مین ہے اور ترمذی نے اُسکو صحیح کہا ہے کہ حضرت میمونہ یا حضرت عائشہ کے حجرہ مین
تصویر دار پردہ اور ایک مجسمہ تھا، حضرت جبرئیل نے کہا یا رسول اللہ! مجسمہ کا سر کٹوا دیجئے کہ وہ بیجان درخت
کی طرح ہوجائے اور پردہ کو فرش بنا دیجئے کہ پامال ہو،

۴- صحیح بخاری اور ابوداؤد کتاب الادب مین ہے کہ حضرت عائشہ اور انکی سہیلیان آپکے سامنے گڑیان ...
قطعاً مورتین تھین کھیلتی تھین،

۵- مسند احمد اور ابوداؤد کے اسی باب مین ہے کہ آنحضرت صلعم ایک دفعہ غزوہ تبوک یا خیبر سے (راوی کو
یاد نہین) واپس آئے، حجرہ مین ایک پردہ پڑا تھا، ہوا چلی تو پردہ کھل گیا، آپ نے دیکھا کہ چند گڑیان رکھی ہوئی ہین
اُنکے بیچ مین ایک گھوڑے کی مورت ہے، جسکے دونون بازؤن مین دو پر لگے ہین، آپ نے دریافت کیا کہ عائشہ
یہ کیا ہے، جواب دیا کہ یا رسول اللہ! یہ گھوڑا ہے، فرمایا کہ گھوڑے کے بھی پر ہوتے ہین، عرض کی یا رسول اللہ کیا
آپ نے سنا نہین کہ حضرت سلیمان کے گھوڑون کے پر تھے، آپ یہ سن کر مسکرا دیئے۔

اس حدیث مین بڑی اہم چیز یہ ہے کہ تاریخ مذکور ہے، یعنی سنہ ۸ یا سنہ ۹ کا یہ واقعہ ہے، اس سے ثابت
ہوتا ہے کہ تصاویر غیر مشرکانہ کا جواز آغاز اسلام مین نہین بلکہ آخر اسلام مین تھا، انہین حدیثون کی بنا پر محدثین
اور فقہا نے گڑیون کو جائز کہا ہے لیکن کیا اسکا سبب صرف یہ نہین ہے کہ گڑیان پرستش کے کام مین نہین آتین؟

۶- مسند ابوداؤد طیالسی کے حوالہ سے حضرت ابن عباس کا یہ واقعہ مختصراً گذر چکا ہے کہ وہ ایک چادر اوڑھے
ہوئے تھے جسمین تصویرین بنی تھین، ایک شخص نے اعتراض کیا تو انھون نے کہا مین نے دیکھا نہین تھا، اور اُسکے
بعد فرمایا کہ مین سمجھتا ہون کہ آپ نے اسلئے اسکو منع کیا ہے کہ اس سے غرور و فخر پیدا ہوتا ہے، اور بحمد اللہ ہم لوگ ایسے
نہین ہین، لیکن چونکہ ان بزرگون کے نزدیک یہ بھی خلاف اولیٰ اور خلاف تقویٰ تھا، اسلئے حضرت ابن عباس نے
حکم دیا کہ اسکی صورت بگاڑ دیجائے

۷- بخاری و مسلم و ابوداؤد (باب التصاویر) مین ہے کہ زید بن خالد تابعی نے حضرت ابوطلحہ انصاری سے روایت
کی کہ جس گھر مین تصویر ہو اسمین فرشتے نہین داخل ہوتے، لیکن یہ کہ کپڑے پر وہ تصویر نقش ہو" چنانچہ زید کو لوگون نے
اسکے بعد دیکھا کہ وہ اس قسم کا کپڑا استعمال کرتے تھے، اس حدیث کی بنا پر بعض محدثین نے منقوش تصاویر کو عموماً جائز سمجھا ہے

۸- ابن ابی شیبہ نے حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق سے جو مدینہ کے ان سات فقہا مین تھے جن سے
فقہ مدینہ مرتب ہوئی ہے، بسند صحیح روایت کی ہے کہ انکا یہی مذہب تھا، چنانچہ مکہ مین انکے گھر مین بعض عجائب المخلوق
عنقا اور قندس (؟) کی تصویرین تھین، (فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۲۶)

۹- حضرت عائشہ کے بھانجے عروہ جو امام المحدثین ہین، انکے تکیون پر پرندون اور مرد انسانون کی تصویرین
بنی ہوتی تھین وہ ان پر ٹیک لگا کر بیٹھتے تھے، (فتح الباری بحوالہ ابن ابی شیبہ)

۱۰- ابن سعد نے بسند روایت کی ہے کہ حضرت عروہ کے تکیون مین آدمیون کے چہرون کی تصویرین بنی ہوتی تھین (جزء تابعین مدینہ صفحہ ۱۳۲)

۱۱- ابن اثیر نے اسد الغابہ مین حضرت انس بن مالک کے حال مین لکھا ہے کہ انکی انگوٹھی کے نگینہ پر ایک شیر غران کی تصویر
بنی تھی، اس سے فقہا نے یہ استنباط کیا ہے کہ بہت چھوٹی تصویرین جائز ہین،

(باقی)

مذہب اور عقلیات

ایجوکیشنل کانفرنس کے گذشتہ اجلاس سورت مین ہمارے عزیز دوست پروفیسر عبدالباری ندوی نے کانفرنس کی حسب درخواست عنوان بالا پر ایک نہایت مدلل اور پر معنی خطبہ دیا تھا، یہ خطبہ زبانی دیا گیا تھا حرف تحریری یاد داشتین سامنے تھین، سر ابراہیم رحمت اللہ ایجوکیشنل ممبر گورنمنٹ بمبئی جو اجلاس مذکور کے صدر تھے انھون نے خواہش کی کہ یہ خطبہ تحریر مین لایا جائے، اور اسکو انگریزی مین ترجمہ کر کے شایع کیا جائے، چنانچہ پروفیسر موصوف چند مہینون کے بعد اب اپنے خیالات کو تحریری ترتیب مین لے آئے ہین، یہ خطبہ گو کانفرنس کی ملکیت ہے، اور اُسی کو اسکی اشاعت کا حق ہے، تاہم چونکہ اسکو دار المصنفین کے گوشہ امن مین بیٹھکر ترتیب دیا گیا ہے، اسلئے "حق زمین" کے طور پر یہ چند صفحات خراج مین وصول کئے گئے ہین، پورا خطبہ جسکی ضخامت شاید ۶۰-۷۰ صفحے ہو رسالہ کی صورت مین عنقریب کانفرنس کی طرف سے شایع ہوگا،

ابتک ہماری زبان مین "مذہب اور عقلیات" پر جو کچھ لکھا گیا ہے، ان لوگون کی قلم سے نکلا ہے جو عقلیات جدیدہ کے عالم نہ تھے، صرف گوش آشنا تھے، بحمد اللہ کہ ندوہ کی ایک دیرینہ آرزو پوری ہوئی ہے اور اسکے فرزندون مین کم از کم ایک شخص ایسا پیدا ہوا ہے، جو مذہب و عقلیات کے مباحث پر سُنی سُنائی افواہون کی بنا پر اپنا تیر ہوا مین نہین چلاتا بلکہ ہر چیز کو سمجھکر اور جان کر صحیح ہدف پر تیر اندازی کرنا چاہتا ہے۔

سر سید کے اسکول سے متاثر لوگ اور ہمارے نوجوانان تعلیم جدیدہ "مذہب اور عقلیات" کے عنوان سے فوراً ان کا ذہن اس نتیجہ پر منتقل ہوگا، کہ اس خطبہ مین مذہب اور سائنس دو حریف پہلوانون کی صورت مین بحث و مناظرہ کے دنگل مین اُتر آئینگے، اور ایک پر زور کشتی کے بعد "مولوی" مقرر فوراً یہ دکھائیگا کہ مذہب نے سائنس کی پیٹھ زمین سے لگادی، لیکن ہمارے دوست نے یہ نہین کیا ہے بلکہ انکی تقریر کا حاصل

یہ ہے کہ جو "شبلی اسکول" کے بالکل مطابق ہے یعنی یہ کہ سائنس کے جو مسائل یقینیات مین شمار ہو سکتے ہین، مذہب کو ان سے سروکار نہین، اور جن سے اسکو سروکار ہے وہ سائنس کی دسترس سے باہر ہین، فلسفہ کے ہر اسکول کو انھون نے لیا ہے، اور دکھایا ہے کہ ان مین سے صرف اسکول "مادیت" مذہب کا حریف ہے، لیکن جن چند مسائل کی بنا پر مادیت کو اپنی قوت پر ناز ہے، وہی اسکے تمامتر کمزور پہلو ہین، اس ضمن مین یورپ کے تمام اکابر فلسفہ و حکمت کے اقوال اپنی تائید مین پیش کئے ہین اور دکھایا ہے کہ خود یورپ مین مادیت روحانیت کے مقابلہ مین شکست کھا چکی ہے،

الغرض اس خطبہ مین ان قدیم حریفون کے درمیان مصالحت کی شرط "تطبیق معقول و منقول" نہین بلکہ دونون کے احاطہ حکومت کی حد بندی قرار دیگئی ہے،

اس تعارفانہ تمہید کے بعد اب خود اصل مقرر تحریر کے سٹیج پر نمودار ہوتا ہے، اہل نظر پھول کی ان چند پتون کو دیکھکر جوش بہار کا اندازہ کر سکتے ہین،

مسلمانون مین جس شے نے عقل و مذہب کی باہمی منافرت کے خیال کو سب سے زیادہ پھیلایا اور راسخ کیا وہ علم کلام کی زبان کا ایجاد ہے جس نے ایک طرف مذہب کو شدید صدمہ پہنچایا، اور دوسری طرف ذہنی قوتون کو ہوائی اور سطح آب پر نقش آرائیون مین رائگان کیا۔

غرض علم و مذہب کے باہمی عناد و تصادم کا افسانہ جسقدر دراز اور عالمگیر ہے، اس سے بدرجہا زیادہ بے بنیاد ہے، اس صحبت مین اسی نکتہ کو آپ حضرات کے سامنے واضح کرنا مقصود ہے، نہ کہ دونون مین تطبیق، جیسا کہ بعض احباب کو مقرر کی "مولویت" سے بدگمانی ہوئی ہے، اور جیسا کہ بالعموم عقل و مذہب کے یکجائی استعمال سے لوگ سمجھتے ہین خصوصاً جب کسی مذہبی آدمی کی زبان پر یہ الفاظ آجائین، آج صبح ہی ایک تعلیم یافتہ دوست فرمانے لگے کہ مذہب تو دیوالیہ ہو چکا ہے، اب دیکھنا ہے کہ تم اسکی حمایت کیونکر کرتے ہو"!

مذہب اور سائنس کی بے تعلقی کو پوری طرح سمجھنے کے لئے پہلے ان کے باہمی فرق اور تعدد حقیقت کو اچھی طرح

ذہن نشین کرلینا چاہیئے، ریل کی دو گاڑیان ٹکرا سکتی ہین، اور ٹکراتی ہین، لیکن ریل گاڑی اور جہاز مین تصادم غیر ممکن ہے، اسلئے کہ ریل سمندر مین چل ہی نہین سکتی ہے، اور نہ جہاز خشکی پر، بعینہ یہی حال سائنس اور مذہب کا ہے، سائنس کا مذہب کی حد مین داخل ہونا اس سے زیادہ محال ہے، جتنا ریل کا پانی یا جہاز کا خشکی پر چلنا ہے، مذہب جہان سے شروع ہوتا ہے، سائنس کی رسائی وہان ختم ہوجاتی ہے، سائنس کا جو منتہاے پرواز ہے، مذہب کا وہ نقطۂ آغاز ہے، سائنس کی بحث و تحقیق کا تعلق تمام تر فطرت (نیچر) کے واقعات، مشاہدات اور تجربات سے ہے، مذہب کی بنیاد فوق العادت اور تجربہ و مشاہدہ کی دسترس سے ماورا ہستیون پر ہے، مثلاً خدا، روح، حشر و نشر وغیرہ۔

ایک عامی آدمی اور سائنٹسٹ کے تجربہ و مشاہدہ مین صرف اتنا فرق ہوتا ہے کہ موخر الذکر اپنے مشاہدات و تجربات کو تفتیش اور مختلف قسم کے اختبارات (اکسپریمنٹس) سے وسیع کرکے استقرا (Induction) کلیات بناتا ہے اور انکی توجیہ و تشریح (explanation) کے لئے اصول وضع کرتا ہے، ایک عام آدمی بھی سیب کو درخت سے زمین پر گرتے دیکھتا ہے، لیکن نیوٹن کا ذہن اس واقعہ سے ایک وسیع اصول کی طرف منتقل ہوجاتا ہے، وہ اپنے تجربہ کو پھیلاتا ہے، طرح طرح کے اختبارات سے اپنے انتقال ذہنی کو مصدق و مستحکم بناتا ہے، مختلف واقعات کو ایک سلسلہ مین جوڑتا ہے، اور بالآخر اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ سمندر کے مد و جزر، سیارات کی گردش، نظام شمسی کے قیام جیسے عظیم الشان اور مختلف واقعات مین بھی وہی علت و قوت کارفرما ہے جو سیب کے زمین پر گرنے مین، اس قوت کا نام وہ کشش رکھتا ہے، جس سے عالم جسمانیات کا ایک ایک ذرہ بندھا ہوا ہے، آگے چل کر پھر قانون کشش دنیاے سائنس کا عظیم ترین اکتشاف قرار پاتا ہے،

لیکن خود یہ قانون کشش کیا ہے؟ کیسے وجود مین آیا ہے؟ ازلی ہے یا کسی کا مخلوق؟ یہ وہ سوالات ہین جنکے جواب مین علماے سائنس کی زبانین گنگ ہین، خود نیوٹن کو اپنی اُسی کتاب (Principia) کے خاتمہ مین جسمین سائنس کے اس مایۂ ناز اکتشاف پر بحث ہے یہ کہنا پڑا کہ "عالم فطرت کی یہ نیرنگیان واجب الوجود کے ارادہ کے علاوہ کسی اور شے سے نہین ظاہر ہوسکتین، وہ واجب الوجود جو ہمیشہ اور ہر جگہ موجود ہے، یعنی خداے بزرگ و برتر، لا محدود، قادر مطلق، سمیع و بصیر اور کمال بحت ہستی"

مشہور حکیم (سائنٹسٹ) پروفیسر ٹنڈل نے سائنس کی اس حقیقت اور محدود رسائی کو ایک عام تمثیل سے سمجھایا ہے کہ "اگر تم گھڑی دیکھو تو تمہین گھنٹے، منٹ اور سکنڈ کی سوئیان پھرتی نظر آدینگی، یہ سوئیان کیون پھرتی ہین؟ ان کی حرکات کی یہ خاص باہمی نسبت جو ہمکو نظر آتی ہے کیونکر قائم ہے؟ ان سوالات کا جواب بے گھڑی کو کھولے اور اسکے مختلف پرزون کو اچھی طرح دیکھے اور اُن کا ایک دوسرے سے تعلق معلوم کئے بغیر نہین دیا جاسکتا، جب یہ سب کچھ ہولیتا ہے تو ہمکو معلوم ہوجاتا ہے کہ سوئیون کی یہ خاص حرکت گھڑی کی اس اندرونی ساخت اور مشین کا نتیجہ ہے جو کوک کی قوت سے چل رہی ہے، سوئیون کی یہ حرکت صنعت انسانی کا ایک واقعہ یا حادثہ (Phenomenon) کہا جاسکتا ہے، لیکن بعینہ یہی حال واقعات و حوادث فطرت کا ہے، انکے اندر بھی ایک مخفی مشین کارفرما ہے، اور ایک خزانہ قوت ہے جو اس مشین کو چلا رہا ہے، حکمت طبیعی (فزیکل سائنس) کا انتہائی کام اسی مشین اور ذخیرۂ قوت پر سے پردہ ہٹا کر یہ بتانا ہے کہ یہ واقعات و حوادث انہی دونون کے فعل و انفعال کا لازمی نتیجہ ہین،

لیکن کارخانۂ عالم کی یہ اندرونی مشین خود کب اور کیسے بنی؟ اس گھڑی کو کس نے کوکا؟ اسکی چلانے والی قوت (انرجی) کہان سے آئی؟ یہ وہ سوالات ہین جنکا جواب سائنس کے بس سے باہر ہے، علمی زبان مین یون کہو کہ سائنس صرف ثانوی اور قریبی علل و اسباب سے پردہ اٹھا کر واقعات عالم کی ایک گونہ توجیہ و تشریح کرسکتی ہے، علل اولیہ کا پتہ لگانا سائنس کے دائرۂ ہمت سے قطعاً خارج ہے، حکمیات (Science) کے ایک بڑے امام نے بھی اس عجز کا اعتراف "سائنس کی پرائمر" مین جو بچون کے پڑھنے کے لئے ہے اس طرح کیا ہے کہ کسی شے کی بھی کامل توجیہ و تعلیل نہین ہوسکتی، کیونکہ انسان کا اعلےٰ سے اعلےٰ علم بھی سلسلۂ توجیہ مین اشیا کی جانب چند قدم سے آگے نہین بڑھ سکتا، اب تم ہی سوچو کہ خدا یا علت اولیٰ کے ابطال و ثبوت کا بوجھ سائنس پر ڈالنا سائنس کی حقیقت سے جہل اور تفسیر القول بما لا یرضی بہ صاحبہ نہین ہے"

کیا یہ عجیب ہے کہ جس ذمہ داری سے سائنس کی کتاب ابجد اس صراحت کے ساتھ ابا و انکار کرتی ہے

اسی کا ہم اپنے جہل سے اسکو مدعی بنلاتے ہین "عقل و دانش کے مدعی انسان کی بے عقلی اور گمراہی کا سب

حسرت ناک منظر وہ ہوتا ہے کہ بعض خارجی اتفاقات و حالات کی بنا پر وہ بہت سی ایسی چیزون کو مسلم کر

جو واقعیت کے لحاظ سے اُسی قدر بے سرو پا ہوتی ہین، جسقدر کہ مشہور و مقبول عام ہوتی ہین،

سائنس کے ہزارون طلبہ اُسکے مختلف شعبون کی تحصیل کرتے ہین اور ایک ایک شعبہ پر بیسیون کتابیں

نظر سے گذرتی ہین جنمین ایک باب بھی ایسا نہین ہوتا جسمین خدا، رُوح، حشر و نشر وغیرہ کے ابطال و انکار

ایک سائنٹفک واقعہ و حقیقت کی حیثیت سے بحث ہو، پھر بھی یہ غوغا ہے کہ "بے اعتقادی نے اعتقادی کی

عقل نے صحیفۂ آسمانی کی، سیاست نے مذہب کی، زمین نے آسمان کی، عمل نے عبادت کی، مادی احتیاج

دوزخ کی، اور انسان نے دینداری کی"[1]

بے شک ایک عالم ہیئت اجرام سماوی انکی باہمی کشش اور قوانین حرکت سے بحث کرتا ہے

لیکن کیا وہ اسی کشش و حرکت کی ماہیت اور انتہائی علت بھی بتاتا ہے یا بتا سکتا ہے؟ ریاضیات کا ماہر

اور مکان (space) کے علائق کا پتہ لگا سکتا ہے، لیکن کیا وہ مکان کی اصل حقیقت کا بھی کوئی نشان دے

اتنا بھی تو نہین معلوم کہ یہ کوئی ذہنی شئے ہے یا خارجی، علم الحیات کے اکتشافات سے یہ معلوم ہوگیا ہے کہ

اجسام کاربن، آکسیجن، ہائڈروجن و نائٹروجن سے مرکب ہوتے ہین، لیکن کوئی جسمانیات کا محقق اسکا

کہ ان مختلف مواد کی کیمیاوی ترکیب و تعامل سے زندگی اور اُسکے افعال احساس و شعور وغیرہ کیونکر اور

پیدا ہوجاتے ہین، عالم کیمیا و طبعیات سالمات (ایٹمس)، برق، برق پارون (الکٹرنس) اور ایتھر کے وجود

دعوی کرسکتا ہے، لیکن کیا وہ بجلی اور ایتھر کی حقیقت کے علم کا بھی دعویدار بن سکتا ہے، اہل علم و حکمت

صنف کو بھی دیکھو، یہ بیک نظر معلوم ہوجاتا ہے کہ "توجیہ و تعلیل کا سلسلہ آغاز اشیا، کی طرف چند قدم آگے

[1] "مقدمہ فلسفہ" از پاکسن صفحہ ۳۱،

انسانی لاعلمی اور جہل کی تاریکی کے مقابل مین علم کی روشنی کا اتنا حصہ بھی نہین جتنا گھنگھور گھٹا کے

ظلمات مین بجلی کی ایک آنی چمک کا ہوتا ہے۔

مذہب اسی عالم ظلمات مین اعتقاد و ایمان بالغیب کی مشعل سے رہنمائی کرنا چاہتا ہے کیونکہ عقل و حکمت

تاریکی کے ان بادلون کو چھانٹ ہی نہین سکتی، اسکا چراغ ہدایت اس بحر ظلمات مین داخل ہوتے ہی

گل ہوجاتا ہے۔

تذکرہ

مصنفہ مولانا ابو الکلام

اس کتاب کے دو حصے ہین، پہلے حصہ مین مولانا کے بعض اکابر خاندان کے، دوسرے حصہ مین خود مولانا کے

حالات ہین، پہلا حصہ جو تیار ہے تمامتر مولانا کا لکھا ہوا ہے، او زمانہ نظر بندی کی ایک یادگار تصنیف ہے، کتاب

مین حالات کی کثرت کے ساتھ ضمنی مباحث و معارف آگئے ہین، جنکو مولانا نے اپنے طرز خاص مین لکھا ہے، کتاب کی

... کتاب خود ایک مستقل رسالہ ہے، علی الخصوص دعوت و تبلیغ امت اور مقام امامت کی نسبت کئی فصلون مین

... بحث کیگئی ہے۔

ضخامت تین سو صفحے بڑا رائل سائز، درجۂ خاص اور درجۂ اول مین ہاف ٹون فوٹو، کتاب البلاغ پریس مین

... اہتمام کے ساتھ چھپی ہے، قیمت - درجۂ خاص (لائبریری ایڈیشن) جلد ہاف مراکو: سات روپیہ آٹھ آنہ

درجۂ اول مجلد پانچ روپیہ آٹھ آنہ، درجۂ دویم مجلد چار روپیہ -

مینجر البلاغ پریس - ۵۰/۴ رپن لین کلکتہ

ہندوستان کی گذشتہ اسلامی تعلیم گاہین

(۲)

مدارس پنجاب

پنجاب کا اسلامی پایۂ تخت لاہور تہا، اس شہر نے اسلامی عہد مین بہت کچھ ترقیان کین، پونے دوسو برس تک غزنویہ خاندان کے حکمرانون کا تخت گاہ رہا، علما، وفضلا کا مرجع ومرکز تہا، افسوس ہے کہ مجھے تصریح کے ساتھ مدارس کے نام اس شہر مین نہین ملے لیکن اسکی علمی ترقی کے آثار بتاتے ہین کہ یہ شہر تعلیمی حیثیت سے بھی ایک مدت تک علما وطلبا، کا ملجا وماوی رہا ہے،

وزیر خان کی مسجد

لاہور کی یہ مشہور مسجد مدرسہ کا بھی کام دیتی تہی، اسکے نیچے اورگرد وپیش جو دکانین تہین انسے بانی کا یہ مقصد تہا کہ انکی آمدنی سے دو عالم مقرر کیجائین تاکہ سلسلۂ تعلیم بغیر کسی مالی دقت کے جاری رہے۔[1]

عالمگیر اورنگ زیب کے عہد حکومت مین سیالکوٹ کے علمی شان وشکوہ کا پتہ چلتا ہے، اس شہر نے اس عہد مین علمی مرکزیت حاصل کرلی تہی، یہان بڑے بڑے مشاہیر علما، تھے، ملا عبدالحکیم سیالکوٹی جن سے ہمارے عربی مدارس کا بچہ بچہ واقف ہے، اور جنکی تصنیفات ہندوستان سے لیکر قسطنطنیہ تک پہیلی ہوئی ہین انکے صاحبزادے ملا عبداللہ اپنے والد ماجد کی جگہ پر اس شہر کے مدرسہ مین قائمقام ہوے، افسوس ہے کہ اس مدرسہ کے بانی کا نام اور دوسرے حالات کی تفصیل مجھے نہین مل سکی، سیالکوٹ کے علمی مرکزیت کا نشان عہد اکبری[2] کے بعد سے ملتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہان علم وفضل کا چرچا بہت پہلے سے تہا،

---

[1] یاد ایام بحوالہ تحقیقات چشتی، [2] خلاصۃ التواریخ،

مدرسہ درگاہ شیخ چلی

تہانیسر علاقہ پنجاب مین درگاہ شیخ چلی کے قریب ایک مدرسہ تہا جو مدرسہ شیخ چلی کے نام سے مشہور بھی تہا، مدرسہ کی عمارت ایک چبوترہ نیٹ مربع ہے، اسکے ہر طرف نو نو در، اور جانب مشرق دروازہ مع سہ تیلیون کے بنا ہوا ہے، یہ دروازے ہندوانہ وضع کے ہین، جب سکہون نے زور پکڑا اور درگاہ شیخ چلی کو مندر بنایا تو اس عمارت مین گرنتھ رکہا گیا، اب یہ عمارت شکستہ حال اور مرمت طلب ہے، اثریات ہند کے بیان سے منکشف ہوتا ہے کہ اس مدرسہ کو[1] ۱۰۶۵ھ مین دارا شکوہ نے تعمیر کرایا تہا،

مدرسہ نارنول

شیر شاہ نے ایک مدرسہ نارنول مین قائم کیا، یہ مقام اب ریاست پٹیالہ مین داخل ہے، مقام بوال جو نصار اور جے پور ریلوے کے درمیان مین ایک اسٹیشن ہے، وہان سے پچہم چہتیس[2] (۳۶) میل دور واقع ہے، مدرسہ کی عمارت بہت بڑی اور شاندار تہی شیر شاہ کے دادا ابراہیم سور کی قبر یہین واقع ہے، ایک کتبہ جو مدرسہ کی عمارت پر لگا ہوا ہے، اس سے تاریخ تعمیر ۹۲۶ھ ظاہر ہوتی ہے، مدرسہ ومقبرہ کی تعمیری مصارف ایک لاکہ روپیے تہے، یہ مدرسہ شیر شاہ نے اپنے عہد حکومت سے پہلے دادا کے انتقال کے موقع پر بطور کار خیر کے بنوایا تہا۔

مدارس آگرہ

اس شہر نے اسلامی عہد حکومت مین مختلف حیثیتون سے ایسی ترقیان حاصل کین جو دوسرے کسی شہر کو نصیب نہین، تعلیمی حیثیت سے ایک مدت تک فخر روزگار رہا، آگرہ مین متعدد مدارس قائم تھے، یہان کی تعلیمگاہون کے لیے علما شیراز سے بلائے جاتے تھے، لالہ سیل چند جو غدر ۵۷ء کے پس وپیش زمانہ مین موجود تھے، اپنی کتاب تفریح العمارات مین لکہتے ہین کہ انکے زمانہ تک آگرہ مین ایک بہت بڑا مدرسہ موجود تہا جسکی پروفیسری کے لیے شیراز سے ایک عالم بلوائے گئے تھے،

---

[1] خزینۂ نگار بحوالہ اثریات ہند، [2] اثریات ہند۔

شیخ زین الدین خوافی نے جو نظم و نثر کے ماہر تھے، آگرہ مین اپنا ذاتی مدرسہ قائم کیا جسکے مصارف کا تعلق کل انکی ذات سے تھا، سنہ ۹۴۱ھ مطابق سنہ ۱۵۳۴ء مین جب چنار کے قریب انکا انتقال ہوا تو وہ اسی مدرسہ کے صحن مین دفن کئے گئے، جو انکا قائم کیا ہوا تھا، یہ ہمایونی عہد حکومت کا ذاتی مدرسہ تھا، (منتخب التواریخ)

آگرہ نے اکبری عہد حکومت مین جو عروج اور ترقی حاصل کی تھی وہ جہانگیر کے زمانہ تک باقی رہی جہانگیر اپنے تزک مین لکھتا ہے،

"کہ آگرہ کی آبادی صناعون اور طلباے علوم سے بھری ہے، ہر مذہب و ملت کے علما اس شہر مین آباد ہین"

جہانگیر نے یہ قانون وضع کیا تھا کہ

"حدود مملکت مین جہان بھی کوئی مالدار رئیس یا بیرونی تاجر بغیر کسی جانشین یا وارث کے مرجائے تو اُسکی تمام جائداد و املاک بنام سلطنت منتقل ہوکر مدرسون اور خانقاہون پر صرف ہو" (منتخب اللباب خوافی خان)

جام جہان کا مصنف لکھتا ہے کہ جہانگیر نے تخت نشینی کے بعد قدیم مدارس کو جو کچھ مدت سے پرندون اور جانورون کے مسکن بنے ہوئے تھے، طالبعلمون اور استادون سے بھر دیا،

ایک مدرسہ آگرہ کے مقابل جمنا کے کنارے قائم ہوا تھا، اُسکے بانی اور سنہ بنا کی تفصیل نہین ملتی آگرہ مین مدارس کی جو کثرت تھی اسکا پتہ آج بھی محلون کے نام قدیم عمارات اور زبانی مشہور عام روایتون سے چل سکتا ہے،

مولانا علاؤالدین لاری جنھون نے شرح عقاید نسفی پر حواشی لکھے ہین، آگرہ مین درس دیا کرتے تھے، جو مدرسہ انھون نے قائم کیا وہ مدرسہ خس کے نام سے مشہور ہوا کیونکہ یہی اسکا تاریخی نام تھا، ملا بدایونی لکھتے ہین،

بآگرہ آمدہ بدرس مشغول شدند و مدرسہ از خس ساختند مدرسہ خس تاریخش شد،

مدرسہ بیانہ

منجملہ دیگر مدارس کے بیانہ کا ایک مدرسہ قابل ذکر ہے جسکو مولوی قاضی رفیع الدین صاحب نے قاضیون کی مسجد کے متصل قائم کیا تھا، مدرسہ کی عمارت پر جو کتبہ ہے اس سے مدرسہ کا سال بنا سنہ ۱۰۰۰ھ معلوم ہوتا ہے [illegible]

مدارس فتحپور سکری

اکبر نے بھی اپنے عہد حکومت مین متعدد مدرسے قائم کئے، فتحپور سکری مین پہاڑی کے اوپر اُس نے ایک بہت بڑا مدرسہ قائم کیا، جسکے مثل کوئی سیاح بہت کم مدرسہ کا نام بتا سکتا ہے، غالباً لالہ سیل چند اپنی کتاب تفریح العمارات مین حسب ذیل عبارت سے یہی مدرسہ مراد لیتے ہین،

"اکبر نے اجمیر سے واپس آکر فتحپور سکری کو اپنا دار السلطنت بنایا، یہان بہت سی عمارتین بنوائین جنمین مدرسہ و خانقاہ وغیرہ بھی داخل ہین"

آئین اکبری مین لکھا ہے،

بزبان گہربان خدا مسجدے و مدرسہ و خانقاہے برفراز آن کوہ انجام یافت، جہان دیدگان بدان نمط نشان کم دہند۔" (ذکر دار الخلافہ صوبہ آگرہ)

انکے علاوہ فتحپور مین اور مدارس کے نام مل تو سکتے ہین، لیکن چونکہ انکی کوئی تفصیلی حالت نہین ملتی، اسلئے ہم انکو نظر انداز کرتے ہین،

مدارس متھرا و نروار

سکندر لودی نے اپنے ایام حکومت مین بکثرت سرائین، مدرسے اور مسجدین بنوائین، یہ بہت پابند شریعت اور علم دوست بادشاہ تھا، ہندؤن نے فارسی تعلیم اسی کے عہد حکومت سے شروع کی،

تاریخ داؤدی اور جام جہان سے معلوم ہوتا ہے کہ متھرا مین اُس نے متعدد مدرسے قائم کئے، گو ان مدارس کی تفصیلی حالت نہین معلوم لیکن قاسم فرشتہ ان لفظون مین مجمل تذکرہ کرتا ہے

"در بتر جاہا کہ ہندوان غسل می کردند سرای و مسجد و مدرسہ و بازار ساختہ موکلان گماشتہ اند"

سکندر نے جب سنہ ۹۱۴ھ مین علاقہ مالوہ کے قلعہ نروار کے تسخیر کا ارادہ کیا اور پورے آٹھ مہینے کی مسلسل کوششون کے بعد فتحیاب ہوا تو چھ مہینے تک وہان اقامت گزین ہوکر مساجد و مدارس کی بنا و تاسیس مین مشغول رہا، فرشتہ لکھتا ہے۔

"وسلطان شش ماہ در پائے قلعہ نشستہ تبخانہا را برانداخت وساجد بنا نمودہ مفتی وخطیب تعین فرمود وعلما وطلبا را وظائف مقرر ساختہ درآنجا متوطن گردانید،" (ذکر سکندر لودی)

مدارس بدایون

قدیم زمانہ سے یہ شہر بیشمار امرا اور شاہزادون کا مستقر رہا ہے، اسکی علمی وتعلیمی تاریخ دہلی وآگرہ کی طرح روشن ہے، لیکن آج اسکی تاریخی تفصیلات مجہول ہین، پھر بھی وہان ہمیشہ علما وفضلا کی جمعیت اور طلبا کا ہجوم اسکی گذشتہ عظمت کی ہلکی سی یادگار ہے، تاریخ شاہ عالم مین جسکو مسٹر فرینکلن نے شایع کیا ہے لکھا ہے کہ

"بدایون کے قدیم عمارتون کے ویران ومنہدم حصے جو ابتک باقی ہین وہ دراصل باغون، مسجدون خانقاہون اور قدیم مدرسون کے آثار باقیہ ہین" (صفحہ ۵۰)

بدایون کی جامع مسجد ۶۲۰ھ شمس الدین التمش کے عہد امارت مین بنی، اسکے عقب مین مدرسہ معزی ہے، دونون عمارتین غالباً شمس الدین التمش ہی کی چھوڑی ہوئی یادگارین ہین،

مدرسہ دارانگر

یہ امروہہ کے گردونواح مین ایک مشہور مقام ہے، یہان نجیب الدولہ نے ایک بہت بڑا مدرسہ قائم کیا تھا جہان سے بیشمار طلبہ نے فیض تعلیم حاصل کیا، اس مدرسہ مین خصوصیت کے ساتھ فرنگی محل کے اکثر فارغ التحصیل اشخاص مدرسین مین داخل تھے۔

مدرسہ رامپور

مولانا بحر العلوم کو نواب فیض اللہ خان نے رام پور بلایا، اور مدرسہ عالیہ جو ابتک قائم ہے، اسکا صدر مدرس مقرر کیا، مولانا وہان پانچ برس تک درس وتدریس مین مشغول رہے، ہندوستان کے دوسرے مشہور عالم ملا حسن بھی مدرسہ عالیہ رامپور مین عرصہ تک مدرس رہے، ان بزرگون کے فیض برکت سے تعلیم وتعلم کی وہان بڑی گرم بازاری رہی۔

مدارس شاہجہانپور وبریلی

اخیر زمانہ مین روہیلکھنڈ پر حافظ الملک رحمت خان نے قبضہ کرلیا تھا، اپنی نوابی کے زمانہ مین اُس نے روہیلکھنڈ کے مشہور شہرون کو رشک دہلی بنا دیا، مولانا بحر العلوم کو باصرار والتجا شاہجہانپور بلایا، انکے لئے ایک خاص مدرسہ قائم کیا، جسمین مولانا بیس برس[1] تک مشغول درس وتدریس رہے،

حافظ الملک رحمت خان کی علمی فیاضیان جسقدر بڑھی ہوئی تھین اور اس نے اپنے قلیل زمانہ مین تعلیم کی اشاعت جو کی، مصنف گل رحمت[2] کے اس بیان سے اسکی تصدیق ہوگی۔

"باستماع خبر قدر شناسی دین پروری حافظ الملک صدہا علما متبحر مثل مولانا عبد العلی لکھنوی وغیرہم ورتمامی کٹھیر[3] مجتمع شدہ مواجب کثیرہ زیادہ از حاجت از سرکار می یافتند۔ ودر مدارس ومساجد کہ برائے ایشان از سرکار ترتیب یافتہ بود بفراغ خاطر درس وتدریس اشتغال می ورزیدند ودر ہر مدرسہ کتب درسی ووظیفہ طلبا از سرکار تعین می یافت۔"

ایک ہندو مصنف کندن لال اشکی جو اسی زمانہ مین تھا اپنی تصنیف نزہتہ الناظر کے خاتمہ مین لکھتا ہے۔

"یاد دارم کہ در ایام تحصیل فقیر در بلدۂ بریلی قریب سہ صد کس طالبعلم آشنائے فقیر بودند۔"

---

[1] رسالہ قطبیہ۔ [2] گل رحمت حافظ الملک اور انکے خاندان کی مفصل تاریخ ہے، حافظ الملک کے پوتے محمد سعادت یار اسکے مولف ہین، وہ کتاب مین وہ کہتے ہین:-

"در سال یکہزار ودوصد وچہل ونہ ہجری بندہ خاکسار محمد سعادت یار بن حافظ محمد یار خان نبیرہ حالات ووقائع جہانگرد خود فخر حافظ الملک رحمت خان بہادر مرحوم کہ بکمال عدالت گستری ونیکنامی حکومت ملک کٹھیر فرمودہ اند، بقید تحریر آوردہ ودر ضمن آن احوال بعضی بادشاہان وامیران آن عہد نیز می نگارد تا یادگار ماند، واین تاریخ مسمی بہ گل رحمت منتخب است از کتاب گلستان رحمت کہ پیش ازین جناب عم صاحب محمد مستجاب خان مرحوم بکمال تحقیق وتنقیح تسوید فرمودہ اند۔" [3] علاقہ روہیلکھنڈ کا قدیم نام ہے۔

مدارس اودھ

"...... نسبتہً اور صوبون سے اس خاص وصف مین ممتاز تھا کہ یہان پانچ پانچ دس دس میل پر شرفا اور نجبار کے دیہات آباد تھے، جنمین اچھے اچھے علماء و فضلا درس دیتے تھے، اور دُور دُور سے طلبہ آکر تحصیل علوم کیا کرتے تھے، سلاطین کی طرف سے ان مدرسون کے مصارف کے لئے دیہات معاف ہوتے تھے، ماثر الکرام مین مولوی غلام علی آزاد لکھتے ہین:-

"اگرچہ جمیع صوبجات ہند بوجود حاملان علم تفاخر دارند، اما صوبۂ اودھ و الہ آباد خصوصیتے دارد کہ در ہیچ صوبہ نتوان یافت، چہ در تمام صوبہ اودھ و اکثر صوبۂ الہ آباد بفاصلہ پنج کردہ نہایت دہ کردہ آبادی شرفا و نجبا ہست کہ از سلاطین و حکام وظائف و زمین و مدد معاش داشتہ اند، و مساجد و مدارس و خانقاہات بنا نہادہ و مدرسان عصر در ہر جا ابواب علم بر روے دانش پژوہان کشادہ و طلبۂ علم خیل خیل می روند، و ہر جا موافقت دست بہم داد بتحصیل علوم مشغول می شوند، و صاحب توفیقان ہر معمورہ طلبۂ علم را نگاہ می دارند، و خدمت این جماعت را سعادت عظمی میدانند۔"

مدرسۂ سہالی

انہی مشہور قصبون مین قصبہ سہالی بھی داخل تھا جو لکھنؤ سے ۳۲ میل کے فاصلہ پر واقع ہے، شیخ نظام الدین انصاری ایک مشہور عالم اس قصبہ مین آکر سکونت پذیر ہوے اور انھون نے سلسلۂ درس و تدریس قائم کیا، انکے پرپوتے شیخ حافظ نے علم و فضل مین بڑی شہرت حاصل کی، یہ شہنشاہ اکبر کا زمانہ تھا جب وقائع نگارون کی اطلاع سے جسکا سلسلہ خصوصیت کے ساتھ تیموری عہد حکومت مین تمام ہندوستان مین پھیلا ہوا تھا، اکبر تک انکی خبر پہنچی تو شیخ حافظ کے لیے جاگیر مقرر ہوئی، شیخ موصوف باطمنان تمام شغلۂ درس و تدریس مین مصروف رہے، انکی درسگاہ مین طلبہ کی سکونت کا انتظام بھی تھا، مصارف کی کفالت بھی تمام تر شیخ موصوف کرتے تھے، جسکا ذریعہ وہی شاہی وظیفہ تھا۔

ملا قطب الدین شہید شیخ حافظ کی نسل سے چوتھی پشت مین تھے، ملا قطب الدین کے والد لاہور کے کسی مدرسہ

مین مدرس تھے، انھون نے زیادہ تر کتابین اپنے والد بزرگوار سے پڑھین اور کچھ دوسرون سے بھی، فراغت کے بعد سہالی ہی مین سلسلۂ درس جاری کیا، عالمگیر نے ان سے ملنے کی خواہش ظاہر کی، لیکن انھون نے اپنے زاویۂ عزلت سے باہر نکلنا پسند نہ کیا، ملا صاحب نے ۱۱۰۳ھ مین شہادت پائی اور اس دن سے سہالی کی بزم علمی فرنگی محل مین منتقل ہوگئی۔

فرنگی محل لکھنؤ

ملا قطب الدین شہید سہالوی کے نامور فرزند ملا نظام الدین کے فیض نے فرنگی محل کو ہندوستان کا دار العلم و العمل بنایا، اپنے والد بزرگوار کی شہادت کے وقت ۱۴ برس کے تھے، شرح ملا جامی تک تعلیم ہو چکی تھی، بقیہ کتابین ملا علی قلی جائسی، مولانا نقشبند گورکھپوری، مولانا عبد السلام دیوی اور مولانا امان اللہ بنارسی سے پڑھین، ۲۴ برس کی عمر مین فراغت تعلیم کے بعد مسند درس پر بیٹھے، اور سہالی کا چراغ علم و فضل فرنگی محل مین روشن ہوا، فرنگی محل کا مکان سکونت شہنشاہ عالمگیر نے عطا کیا تھا، فرمان کے چند جملے یہ ہین،

"فرمان واجب الاذعان صادر شد کہ منزل حویلی فرنگی محل با متعلقہ آن واقع بلدہ لکھنؤ مضاف بصوبہ اودھ کہ از امکنۂ نزولی است برائے بودن شیخ محمد سعد و محمد سعید پسران ملا قطب الدین شہید حسب الضمن مقرر فرمودیم۔"

چونکہ ملا نظام الدین اسوقت صغیر السن تھے، اسلئے فرمان مین انکا نام نہین مذکور ہے، نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام دنیائے اسلام مین یہ فخر صرف اسی خاندان کو حاصل ہے کہ تقریباً ڈھائی سو برس تک بلا فصل علما و فضلا پیدا ہوتے رہے، اور ان مین سے ہر ایک نے اپنی زندگی محض علم و فن کی خدمت کے لیے وقف کردی، اور انکی درسگاہون سے ہزارہا علما ملک کے گوشہ گوشہ مین پھیل گئے، والحمد للہ کہ یہ فیض اب تک جاری ہے،

اس سلسلہ مین دیوا، جائس، گوپامئو اور خیرآباد وغیرہ قصبون کے نام بھی لینا چاہئین جہان اول الذکر مین مولانا عبد السلام، ثانی الذکر مین ملا علی قلی، ثالث الذکر مین قاضی مبارک، اور رابع الذکر مین مولانا فضل حق وغیرہ مدتون درس و تدریس مین مشغول رہے، اور انکے فیض علمی بھی بہت کچھ عام تھے، ملا نظام الدین نے اول الذکر دو بزرگون کے

حلقۂ درس کی شرکت کی، اور زانوے تلمذ تہ کیا تھا۔

بلگرام بھی ان قصبات مین مخصوص حیثیت رکھتا ہے، تعلیمی حیثیت سے یہ جگہ بھی مدتون ممتاز رہی ہے، مشہور مشاہیر علمار و فضلار اُسکی خاک سے اُٹھے۔

یہ قصبات درحقیقت اپنے اپنے علمار کے فیض وجود سے بجائے خود کالج بلکہ یونیورسٹی تھے۔

اس سلسلہ مین فتحگڈھ کا مدرسہ بھی قابل تذکرہ ہے، جسکو حکیم مہدی وزیر نواب سعادت علیخان اور نواب غازی الدین حیدر نے اپنے عہد قیام مین جب لکھنؤ سے فتح گڈھ کچھ دنون کے لئے آکر رہے تھے قائم کیا تھا، اس مدرسہ کے تفصیلی حالات نہین معلوم، مسز فینی پارکس[1] نے اپنے روزنامچہ مین اسکا تذکرہ کیا ہے۔

مدارس فرخ آباد

بہادر شاہ کے عہد حکومت مین فرخ آباد کے ایک مدرسہ کا پتہ چلتا ہے جسکا نام فخر المرابع تھا، بعض لوگ اسی نام کو ربع المفاخر کی صورت مین بدل کر قنوج کا بھی ایک مدرسہ بتاتے ہین، لیکن میری راے مین یہ اشتباہ ہے، ربع المفاخر یا فخر المرابع نام قنوج مین کسی مدرسہ کا تذکرہ مجھے کتب تاریخ مین نہین ملتا، فخر المرابع فرخ آباد کا مدرسہ جسکے بانی مولوی ولی اللہ نامی ایک بزرگ تھے، مولوی علیم الدین اور مولوی نعیم الدین نے اسی درسگاہ مین تعلیم پائی تھی۔

حسن رضاخان وزیر آصف الدولہ نے فرخ آباد (مگر صحیح غالباً فیض آباد) مین ایک مدرسہ قائم کیا[2]، جسکے ایک مدرس مولانا عبدالواحد خان خیرآبادی تھے، یہ زمانہ شاہ عالم کے عہد حکومت کا تھا۔

مدارس جونپور

اسلامی عہد حکومت مین جونپور کی تعلیمی و علمی اہمیت اس درجہ ممتاز تھی کہ اُسکو شیراز ہند کا لقب دیا گیا، شاہجہان فخریہ کہا کرتا تھا کہ

"پورب شیراز ماست"۔

۱؎ مضمون حکیم مہدی، یوپی ہسٹاریکل سوسائٹی، ۲؎ ہندوستان کی علمی ترقی شاہان اسلام کے عہد مین "نرندر ناتھ لا"، ۳؎ ایضاً۔

جونپور کو اُس نے شیراز ہند کا خطاب دیا تھا، ہندوستان کے مشہور پادشاہ شیرشاہ نے اسی علمی سرزمین کے آغوش تربیت مین پرورش پائی تھی، شیرشاہ کو سکندرنامہ، گلستان، بوستان وغیرہ کتابین زبانی یاد تھین، فلسفہ کی تعلیم بھی پائی تھی، اُسکی تعلیم عربی کے سلسلہ مین کافیہ اور شرح کافیہ، شیخ شہاب الدین کا تذکرہ آتا ہے، قدیم سلاطین کی تاریخ کا بڑا شائق تھا، علمار و شیوخ کے ساتھ اکثر مدارس اور خانقاہون مین جاتا تھا، علمار کے لئے اُس نے بکثرت معاش کی رقمین مقرر کی تھین۔

۸۴۵ھ یا ۸۴۵ھ مین بی بی راجہ بیگم نے جونپور مین ایک مدرسہ قائم کیا[1] جو مدرسہ بی بی راجہ بیگم کے نام سے موسوم ہے، جب ۸۸۱ھ یا ۹۰۲ھ مین سلطان سکندر لودی نے جونپور کو فتح کیا تو حسین شاہ شرقی کی اس شکست پر سلاطین شرقیہ کی حکومت کا بھی خاتمہ ہوگیا، سکندر لودی نے فتح پاتے ہی مساجد و دیگر عمارات مقدسہ کو چھوڑ کر اور دوسری عمارتون کے انہدام کا حکم دیا[2]، گو اس دن سے حکومت شرقیہ کا چراغ گل ہوگیا، لیکن جونپور کی بزم علمی منتشر نہ ہونے پائی، اب جونپور کا انتظامی تعلق براہ راست دہلی سے متعلق ہوگیا، شاہجہان کا فخر آمیز جملہ کہ

"پورب شیراز ماست"۔

اوپر لکھا جا چکا ہے کہ اس نے حکام جونپور کو عام طور پر حکم دے رکھا تھا کہ وہان کے علما و طلبا کو ہمیشہ وظائف دیے جایا کرین، اور واقعہ نگار ہر مدرسہ کے حالات لکھین، جب شاہجہان کو کسی نئے مدرسے کے قیام یا مستحق اعانت کی خبر ملتی تھی تو فوراً اسکے لئے وظائف مقرر کرتا تھا، جب ملک کے امرا، شاہزادے اور حکام جونپور سے گذرتے تھے تو وہ ان مدرسون کے دیکھنے کے لئے لازمی طور پر قیام کرتے تھے نیز جیب خاص سے بیش از بیش مدد دیتے تھے تاکہ اس طرح شاہان دہلی کی خوشنودی حاصل کرین۔

تقریباً ۱۱۳۴ھ مین نواب سعادت خان نیشاپوری جب اودھ، جونپور اور بنارس کا صوبہ دار مقرر ہوا تو حسب دستور اس نے بھی اس عظیم الشان شہر کی زیارت کی، لیکن اس بنا پر کہ علما اس سے ملنے کے لئے نہین آئے

۱؎ جونپور نامہ ۲؎ ایضاً۔

خفا ہوکر چلا گیا، اور حکم دے گیا کہ انکی جاگیرین ضبط کرلی جائین، اس حکم کی تعمیل ہونا تھی کہ دفعتہً جونپور کی تمام [illegible]

سرگرمیون پر اوس پڑ گئی، طلبا، اور علما وہان سے چلے گئے، اور تمام آباد مدرسے ویران ہوگئے، [illegible]

نے انکی جاگیرون کی واپسی کا حکم دیا، لیکن ایلچ خان نے مخالفت کی، اسی زمانہ مین جونپور انگریزون کے [illegible]

[illegible] مین جب ڈنکن نے اس شہر کو دیکھا ہے تو انکی بربادی پر افسوس کیا، اس زمانہ کے کمشنر اور کلکٹر [illegible]

سرکاری کاغذات مین اسکی گذشتہ عظمت کے غیر فانی نقوش باقی ہین، مرقوم ہے کہ

"جونپور جو مسلمانون کے علوم و فنون کا مرکز اور علماء کا مرجع تھا، جسکو شیراز ہند کا خطاب حاصل تھا، جہان بہت سے مدارس قائم تھے، اور جسکی اب صرف گذشتہ عظمت کی داستان ہی داستان باقی رہ گئی ہے ہم کہہ سکتے ہین کہ یہ شہر ہندوستان کا شیراز تھا یا ازمنہ وسطی کا پیرس، جونپور کا ہر شاہزادہ اس پر فخر کرتا تھا کہ وہ علم و حکمت کا مربی ہے، علماء اور حکما اس شاہی دار الحکومت کے پرامن سرزمین مین ہر طرح کی علمی ترقیون کیلئے ہمہ تن کوشان رہتے تھے، محمد شاہ کے زمانہ تک ۲۰ مشہور مدرسے جونپور مین موجود تھے، جنکے اب صرف نام ہی نام باقی رہ گئے ہین، ان مین سے ایک کا بانی پندرہوین صدی کے وسط مین مرا اور ایک اور کا بانی سترہوین صدی کے وسط مین۔"

اٹالہ کی مسجد

جونپور کی یہ مشہور و معروف مسجد دراصل ملک العلما شہاب الدین دولت آبادی کا مدرسہ ہے جسمین ایک مدت تک [illegible]

فخر روزگار ہستی کی بدولت بزم تعلیم گرم رہی، اسکے گرد و پیش جو وسیع سلسلہ حجرون کا ہے اسکو علما و طلبا [illegible]

اقامت گاہ سمجھنا چاہیئے۔

بنارس

[illegible] مین مولانا امان اللہ بنارسی کی بہت مشہور درسگاہ تھی، جہان سے ملا نظام الدین نے بھی فیض حاصل کی [illegible]

ؔ۱ کتاب مزبدرمانا تہ لا۔

[illegible] علوم مین انکی حیثیت کیا تھی، اگر کوئی خاص مدرسہ تھا تو مجھے اُسکے متعلق کچھ تفصیلی معلومات نہ بہم [illegible] سکین۔

اعظم گڈھ

[illegible] چھوٹا سا ضلع گو بالکل نیا ہے، لیکن قدیم زمانہ مین اسکا تعلق جونپور سے رہا ہے، اور اُسکے اکثر فرزندامی تعلق سے [illegible] کے انتساب سے مشہور ہین، ملا محمود جو جونپوری کر کے مشہور ہین، دراصل یہین کے باشندہ تھے، چریاکوٹ، [illegible] ولید پور، نظام آباد، ماہل، سرائے میر، مبارکپور، مئو اسکے مشہور قصبات ہین،

[illegible] ولید پور ملا محمود کا مولد ہے، مولوی حسن علی مدرس و مفتی مدراس ماہل کے تھے، چریاکوٹ کی خاک سے [illegible] آخری دور مین مولانا عنایت رسول صاحب اور مولانا فاروق صاحب جیسے فخر روزگار فضلا پیدا ہوئے، اس [illegible] مین گذشتہ ایام کی کثرت تعلیم کے آثار ابھی تک صاف نمایان ہین،

غازیپور

اس سلسلہ مین غازیپور بھی تعلیمی حیثیت سے قابل تذکرہ مقام ہے، اس سرزمین سے بھی اکثر علما، و فضلا [illegible] مولانا عبد اللہ غازیپوری کی ذات یہان کیلئے ہمیشہ سرمایۂ فخر رہیگی، پورب سے آکر یہان اکثرون نے تعلیم پائی، آجکل [illegible] ایک قدیم مدرسہ اپنی فارسی تعلیم کے لئے ممتاز خصوصیت رکھتا ہے۔

ابوالحسنات ندوی

مشرقی کتبخانے

عیسائیون نے جو کتبخانے قائم کئے ہین اُنکی تفصیل حسب ذیل ہے،

کتبخانہ رہبانیہ سب سے پہلے مطران جرمانوس فرحات نے اسکی بنیاد ڈالی، اس سے پہلے جن اساقفہ نے کتابین فراہم کی تھین ... پراگندہ حالت مین تھین، مطران موصوف نے ان کتابون کو جمع کیا، اور ان مین اپنی ذاتی کتابین بھی شامل کین، اسکے بعد مطران ... جوشب نے اسکی تقلید کی، اور بہت سی قلمی اور مطبوعہ کتابون کا اضافہ کیا اسیطرح جو پادری اس عہدے پر ممتاز ہوا ... کتبخانہ کے ساتھ خاص طور پر اعتنا کیا یہانتک کہ یہ کتبخانہ موجودہ حالت تک پہنچگیا، اب مطبوعہ کتابون کے ... اس کتبخانہ مین ۳۵۰۰ کتابین قلمی ہین، جنمین اکثر مذہبی اور بقیہ ادب و تاریخ کی ہین۔

کتبخانہ ملکیہ یہ کتبخانہ اگرچہ پرانا ہے، لیکن ۱۸۵۰ء مین سوء اتفاق سے نذر آتش ہوگیا اور ... تمام کتابین جل گئین، اسلئے ازسرنو اسکی تلافی کیگئی، اور بہت سی کتابون کا اضافہ کیاگیا ... یونس حاتم نے ۱۸۶۰ء مین اسکی طرف خاص توجہ کی، مختلف زبانون کی بہت سی مطبوعہ کتابون کا اضافہ کیا، اور اسکی موجودہ حالت تمامتر اُنہین کی ساختہ و پرداختہ ہے، اس کتبخانہ ... ۱۲۰۲ کتابین قلمی ہین جنمین ۶۳ تاریخ و سیر مین ہین،

کتبخانہ سریانیہ سریانی کیتھولک عیسائیون کا کتبخانہ ہے، پہلے یہ بہت بڑا کتبخانہ تھا، جس ... ۱۸۵۰ء مین آگ لگ گئی، اور سریانی، عربی، لیٹن اور یونانی زبانون کی جو قلمی کتابین تھین ... جل گئین، اسکے بعد خوری جبرائیل رباط وغیرہ نے ازسرنو اسکی بنیاد ڈالی، جرجس شلحت ... ۱۸۹۱ء نے مختلف زبانون کی بہت سی مطبوعہ کتابون کا اسمین اضافہ کیا، اسوقت اس کتبخانہ ... ۲۰۰ قلمی کتابین ہین جنمین چند تاریخ وغیرہ کی اور اکثر مذہبی ہین،

کتبخانہ بنوالدلال آل دلال مین جو ادبا گذرے ہین، ان مین یہ کتبخانہ جبرائیل دلال کا ...

... ہین، ۵۰۰ کتابین اور ایک نہایت نادر شکل و منقوط قرآن ہے، جو اسقدر باریک خط مین ... لکھا گیا ہے کہ اسکا حجم نصف ہتیلی کے برابر ہے، صاحب کتبخانہ کی وفات کے بعد یہ قرآن ... ضائع گیا، اور اب معلوم نہین کہان ہے،

بیروت کے کتبخانے بیروت مین عربی زبان اور قدیم عربی قلمی کتابون کے پبلک کتبخانے بہت کم ... ہین بلکہ نہین ہین، البتہ بیروت کی یونیورسٹیون مین عمدہ کتبخانے موجود ہین جنمین دو کتب خانے ... خاص طور پر قابل ذکر ہین،

عیسائی پادریون کا کتبخانہ شرقیہ جو مشرق مین عربی کتابون کا سب سے بڑا کتبخانہ خیال کیا جاتا ہے، اور ... مختلف علمی، مذہبی اور عربی کی ۴۰۰۰ کتابون پر مشتمل ہے، اسمین ان مطبوعات کے علاوہ جو ... یورپ مین مشرق، اسلام اور عرب کے متعلق لکھی گئی ہین، ۳۰۰۰ قلمی کتابین ہین، الاب لویس ... شیخو ایڈیٹر رسالہ مشرق نے فرنچ مین ایک خاص رسالہ ان قلمی کتابون پر لکھا ہے دوسرا کتبخانہ ... امریکن یونیورسٹی کا ہے جو اس مدرسہ کے ساتھ ساتھ قائم ہوا، اسمین ۷۰۰۰ کتابین ہین جو زیادہ تر ... انگریزی اور دوسری یورپین زبانون مین علوم جدیدہ کے متعلق ہین، ۶۰۰ کتابین عربی کی ہین اور ... ۵۰۰ کتابین ایسی ہین جنمین صرف شام اور فلسطین کے حالات ہین، کتبخانہ مین ایک کمرہ مطالعہ کیلئے ... مخصوص ہے جس مین مختلف زبانون کے رسائل واخبارات کے علاوہ انسائیکلو پیڈیا اور لغت کی ... کتابین موجود رہتی ہین،

اسی طرح اور دوسری یونیورسٹیان بھی کتبخانون سے خالی نہین،

قدس کے کتبخانے قدس کے ہر گرجے مین عیسائیون کے مختلف فرقون کے مختلف کتبخانے ہین جو ... مذہبی کتابون پر مشتمل ہین انکے علاوہ ارمن، یہود، اور لاتین وغیرہ کے کتب خانے ہین جنکی تفصیل ... حسب ذیل ہے،

کتبخانہ دیر روم اسمین یونانی اور دوسری زبانون کی ۲۷۳۳ کتابین ہین، بعض قدیم یونانی قلمی کتابین ایسی ہین جو دسوین صدی عیسوی مین لکھی گئی ہین،

کتبخانہ یہود اسمین ۲۰۰۰ کتابین ہین،

کتبخانہ مدرسہ امیریکہ یہ بالکل پبلک کتبخانہ ہے،

بقیہ عربی کے پبلک کتبخانون مین صرف ایک

کتبخانہ خالدیہ ہے جسکو راغب خالدی نے قائم کیا ہے، اور وہ ابتک ابتدائی حالت مین ہے، اسکا سنگ بنیاد اول اول خالدی نے خود اپنی ذاتی کتابون پر رکھا، پھر ضیا پاشا خالدی اور روحی بک خالدی کی کتابون کا اضافہ ہوا، اسوقت اس کتبخانے مین مختلف علوم کی ۰۰۰ کتابین ہین اور اسکا دروازہ ہمیشہ پبلک کے لئے کہلا رہتا ہے،

حمص کے کتبخانے حمص کے قدیم کتبخانے برباد ہوگئے، جدید دور مین البتہ بہت سے کتبخانے قائم ہوئے ہین، ایک مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت حمص مین نو پبلک کتبخانے ہین، جو ۰۰۰ کتابون پر مشتمل ہین، انکے علاوہ متعدد پرائیوٹ کتبخانے ہین جنمین ۸۰۰۰ ہزار کتابین ہین، پبلک کتبخانون کو زیادہ تر گرجون، مدرسون اور عیسائیون کی انجمنون نے قائم کیا ہے، ان مین سب سے مقدم

اربعین شہید کا کتبخانہ ہے جسمین زیادہ تر مختلف مذہبی فرقون کی کتابین ہین، اس کتبخانہ مین بہت سی عمدہ قلمی کتابین تہین جو ضایع ہوگیئن، اب از سر نو اسکو قائم کیا گیا ہے،

کتبخانہ مطرانیہ ارتھوڈکسیہ مین ۶۰۰ کتابین مختلف زبانون کی ہین،

عیسائی پادریون کا ایک کتبخانہ ہے جسمین ۲۰۰۰ عمدہ مذہبی اور علمی کتابین ہین، بقیہ پبلک کتبخانون مین ۵۰ سے زیادہ کتابین نہین،

قدیم علمی خاندانون کے پرائیوٹ کتبخانون مین

کتبخانہ ناسیہ جو آل ناسی کی طرف منسوب ہے، لغت، تاریخ اور ادب کی ہزار کتابون پر مشتمل ہے

کتبخانہ جمالیہ مین ۱۵۰۰ عمدہ کتابین ہین،

کتبخانہ دعویہ مین ۷۵۰ کتابین ہین جنمین بعض قلمی ہین،

کتبخانہ سباعیہ مین ۵۰۰ کتابین ہین،

کتبخانہ مجبودیہ مین ۴۰۰ کتابین ہین جو زیادہ تر فن تاریخ مین ہین،

کتبخانہ جندیہ مین قدیم قلمی کتابین ہین،

ان کے علاوہ جو پرائیوٹ کتبخانے ہین، اُن مین کتابون کی تعداد سو دو سو سے زیادہ نہین،

شام کے اور شہرون کے کتبخانے شام کے اور شہرون مین کوئی قابل ذکر پبلک کتبخانہ نہین ہے، البتہ لبنان مین مختلف فرقون کے بکثرت کتبخانے ہین جو انکے مدرسون اور عبادتگاہون مین قائم کئے گئے ہین، لیکن گرجون مین جو کتبخانے قائم تھے، اُنکی کتابین زیادہ تر کتبخانہ شرقیہ مین منتقل ہوگیئن

دار المطالعہ ان کتبخانون کے علاوہ شام اور لبنان مین بکثرت دار المطالعہ قائم کئے گئے ہین جنمین رسائل، اخبارات، اور عمدہ کتابون کا کافی ذخیرہ موجود رہتا ہے، اور ان مین بعض اوقات تقریرین بھی کیجاتی ہین،

عراق کے کتبخانے ابتداے دولت عباسیہ مین سب سے پہلے بغداد اور بصرہ ہی مین کتبخانے قائم ہوئے، لیکن فتنۂ تاتار اور فریقانہ مذہبی نزاعات نے سب سے زیادہ انہی کتبخانون کو برباد کیا تاہم بغداد مین اب بھی بعض ایسے گم شدہ جواہرات مل جاتے ہین جنکے وجود سے دنیا بالکل مایوس ہوگئی ہے، اب اگرچہ عراق کا قدیم سرمایہ باقی نہین ہے تاہم وہ اب بھی علمی سروسامان سے خالی نہین، وہان کے مشہور مقامات مین متعدد کتبخانے ہین،

کتبخانہ کاظمیہ کاظمیہ مین سید حسن صدر الدین کا ایک کتبخانہ ہے جسمین عمدہ اور نادر قلمی کتابین ہین،

کربلا کے کتبخانے کربلا مین شیخ عبدالحسین طہرانی کا ایک کتبخانہ ہے جسمین مطبوعہ کتابین بہت [illegible]
سب کی سب قلمی ہین، اور اکثر خود مصنف کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہین، کربلا مین دو کتبخانے اور [illegible]
ایک سید عبدالحسین کلیددار کا جسمین اکثر مطبوعہ اور بعض نادر اور قلمی کتابین ہین، دوسرا شیخ [illegible]
بن الشیخ زین العابدین کا جسمین قدیم قلمی کتابین ہین، اور امامیہ فرقہ کی تصنیفات زیادہ تر جمع
کیگئی ہین، وہان اور بھی کتبخانے ہین جو اگرچہ بقامت کہتر ہین لیکن بقیمت بہتر ہین،

نجف کے کتبخانے نجف مین شیخ علی بن الشیخ محمد رضا جعفری کاشف الغطا کا ایک قدیم کتبخانہ [illegible]
جو بہترین کتابون کا جامع ہے، کتابین اکثر قدیم زمانہ کی لکھی ہوئی ہین یہ نجف کا سب سے بڑا کتبخانہ
خیال کیا جاتا ہے،

شیخ ہادی بن الشیخ عباس الجعفری کا ایک کتبخانہ ہے جو اگرچہ اس سے چھوٹا ہے
تاہم عمدہ کتابون کا مخزن اور عراق کا بہترین کتبخانہ ہے،

ایک کتبخانہ سید محمد بحرالعلوم الطباطبائی کا ہے، جسمین عمدہ قلمی کتابین جمع کیگئی ہین، نجف
مین ایک کتبخانہ مرزا حسین نوری کا تھا، جسمین مختلف علوم و فنون کی بہترین قلمی کتابین تھین لیکن
نجف کی اور کتابون کی طرح یہ کتابین عام دسترس سے باہر تھین، لیکن صاحب کتبخانہ کی
وفات کے بعد یہ کتابین نجف اشرف مین منتشر اور پراگندہ ہوگئین، مرزا حسین نوری نے اس
کتبخانے کے علاوہ ایک اور کتبخانہ طہران مین اور ایک ہندوستان مین قائم کیا تھا،

ایک کتبخانہ آغا رضا اصفہانی کا ہے جسمین بہت سی نادر اور قلمی کتابین ہین، نجف مین
قدیم زمانہ سے ایک نہایت اچھا اور نہایت برا طریقہ یہ چلا آتا ہے کہ ہر جمعرات اور ہر جمعہ کو
ایک بازار کتب فروشی کا لگتا ہے اور اسمین کتابین نیلام ہوتی ہین، اس طرح بعض بیش قیمت
کتابین کوڑیون کے مول بک جاتی ہین اور بعض ادنی کتابون کی قیمت نہایت گران ہوجاتی ہے

کتبخانۂ حلہ حلہ مین آل قزوینی کا ایک کتبخانہ ہے جسمین بہت سی قلمی کتابین ہین، لیکن وہ اس
خاندان کے مختلف گھرون مین پہیلی ہوئی ہین،

سماوہ کے کتبخانے سماوہ مین ایک کتبخانہ شیخ محمد سماوی کا ہے، جسمین اکثر کتابین ریاضی کی ہین اور قلمی ہین،
ایک کتبخانہ شیخ احمد عبدالرسول کا ہے، جسمین لغت اور امامیہ اصول کی کتابین جمع کیگئی ہین،

بغداد کے کتبخانے یہ شہر قدیم زمانہ مین کتبخانون کا مرکز تھا اور اب بھی ہے، لیکن با این ہمہ نجف کے
کتبخانون مین جو کتابین موجود ہین وہ زیادہ قدیم، زیادہ نادر، زیادہ خوشخط اور کثیر النوع ہین،
بغداد کے پبلک کتبخانون کے نام یہ ہین،

کتبخانۂ مرجانیہ اسمین مختلف قسم کی بہت سی نادر قلمی کتابین ہین جنکو سید نعمان آلوسی نے وقف کیا ہی

کتبخانۂ خالدیہ یہ بہت بڑا کتبخانہ ہے جسمین بہت سی نادر قلمی کتابین ہین،

کتبخانۂ حیدرخانہ اسمین بہت سی کتابین ہین لیکن زیادہ تر فقہ، حدیث، نحو اور مذہب کے متعلق ہین،

کتبخانۂ [illegible] اسمین زیادہ تر حدیث، فقہ، تصوف اور مذہب سے متعلق کتابین ہین،

کتبخانۂ [illegible] اسمین زیادہ تر مذہبی اور درسی کتابین ہین،

کتبخانۂ خاتونیہ اسمین چند نادر کتابین ہین،

کتبخانۂ [illegible] اسمین کتابین کم ہین لیکن عمدہ ہین،

کتبخانۂ [illegible] اسمین زیادہ تر مذہبی کتابین ہین،

کتبخانۂ جامع حسین پاشا اسمین قابل مطالعہ عمدہ کتابین نہین ہین،

کتبخانۂ مرادیہ اسمین قلمی اور مطبوعہ دونون قسم کی کتابین ہین،

کتبخانۂ احمدیہ اسمین نحو اور مذہب کے متعلق کتابین ہین،

کتبخانۂ شیخ صندل اسمین تھوڑی سی فقہی اور مذہبی کتابین ہین،

کتبخانہ جامع قمریہ | اسکی اکثر کتابین چوری گئی ہین،

کتبخانہ قادریہ | اسمین کم درجہ کی کتابین ہین،

کتبخانہ رواس | اسمین زیادہ تر مذہبی علوم کی کتابین ہین،

کتبخانہ پاچہ جیہ | اسمین مختلف علوم کی کتابین ہین اور نادر اور عمدہ ہین،

کتبخانہ سید عیسیٰ عطار | یہ بغداد کا عظیم الشان اور بے نظیر کتبخانہ ہے، نہایت نادر قلمی کتابون پر مشتمل ہے لیکن ان کتابون کا مطالعہ نہایت مشکل ہے،

کتبخانہ سید امام الکبیر محمود شکری الوسی | یہ بہت بڑا کتبخانہ ہے اور عمدہ کتابون پر مشتمل ہے،

کتبخانہ حاج علی الالوسی | اسمین نہایت عمدہ اور قلمی کتابین ہین،

کتبخانہ احمد شاکر الالوسی | اسمین بہت سی کتابین ہین لیکن اکثر مطبوعہ ہین،

کتبخانہ شمس الدین الالوسی | اسمین اکثر مذہبی کتابین ہین،

کتبخانہ عبدالرحمن الگیلانی نقیب اشراف بغداد | یہ بہت بڑا کتبخانہ ہے لیکن اسکا مطالعہ صرف چھپے کرتے ہین

کتبخانہ سید عبداللہ النقیب | اسمین زیادہ تر نجوم، جفر، رمل اور تصوف کی کتابین ہین،

کتبخانہ احمد نقیب | ""

کتبخانہ مراد نقیب | ""

کتبخانہ سید عیسیٰ | اسمین حال کی لکھی ہوئی کتابین ہین،

کتبخانہ طبقچلی | اسمین مختلف قسم کی قلمی کتابین ہین،

کتبخانہ شیخ داؤد نقشبندی | اسمین زیادہ تر مذہب اور تصوف کی کتابین ہین،

کتبخانہ عبدالوہاب نائب | اسمین زیادہ تر فقہ، تفسیر اور اصول دین کی کتابین ہین،

کتبخانہ شیخ محمد سعید نقشبندی | اسمین تصوف اور مذہب کی کتابین ہین،

کتبخانہ سویدی | اسمین زیادہ تر ادب، تاریخ، اور لغت کی کتابین ہین،

کتبخانہ شواف | اسمین عمدہ کتابین ہین اور زیادہ تر مذہب اور ادب کے متعلق ہین،

کتبخانہ شادی | اسمین زیادہ تر دواوین، ادب، اور لغت کی کتابین ہین،

کتبخانہ ...جیدریہ | اسمین مختلف قسم کی قلمی اور مطبوعہ کتابین ہین،

کتبخانہ یوسف عطار | یہ نہایت عمدہ کتبخانہ ہے جسمین بہترین قلمی اور مطبوعہ کتابین ہین،

کتبخانہ علی آفندی الخوجہ امین الفتوی | اسمین زیادہ تر فقہ، حدیث اور تفسیر کی کتابین ہین،

کتبخانہ ...یمی بینچی | اسمین زیادہ تر تراجم، جغرافیہ اور تاریخ کی کتابین ہین،

کتبخانہ ...اکر علی المرسلین | اسمین بہت سی قلمی عمدہ کتابین ہین،

...کے کتبخانے | مکہ مین بہت سے کتبخانے تھے جو سیلاب اور غارتگرانہ حملون سے برباد ہوگئے، ...زمانہ مین بعض ولاۃ نے پبلک کتبخانے قائم کئے، جنمین سردست دو چھوٹے چھوٹے کتبخانے ہین، ایک

کتبخانہ شروانی | جسکو باب ام ہانی کے پاس شروانی زادہ محمد رشدی باشا سابق والی حجاز نے قائم کیا، دوسرا،

کتبخانہ ...یلمانیہ | جسکو سلطان عبدالمجید نے قائم کیا، اور اسمین حرم کی متفرق کتابین جمع کردین، اور قسطنطنیہ سے بہت ...کتابون کو لاکر اسمین شامل کیا،

...کے کتبخانے | مدینہ کتبخانون کا سب سے بڑا مرکز ہے، اور وہان مشہور کتبخانے حسب ذیل ہین،

کتبخانہ عارف حکمت بک | عارف حکمت بک، سلطان عبدالمجید کے زمانہ مین شیخ الاسلام تھے، اور اسکے پہلے بھی ...سے معزز عہدون پر ممتاز رہ چکے تھے، سنہ ۱۲۶۰ھ مین اُنھون نے یہ کتبخانہ قائم کیا اور اسمین ۵ ہزار کتابین جمع کین، یہ کتبخانہ باب جبریل کے پاس نہایت عمدہ عمارت مین ہے، جسمین نہایت بیش قیمت قالین بچھے ہوئے ہین، ...عمارت مین ایک حوض ہے جسمین فوارہ چھوٹتا ہے، اسوقت مختلف زبانون اور مختلف علوم کی ۴۰۵۵ کتابین اُسمین ہین،

کتابین اکثر قلمی ہین، اور کتبخانہ خدیویہ نے ان مین بہت سی کتابون کی نقلین لی ہین، اور لوگ بھی کتابون کی نقلین لے سکتے ہین، اور طلباء کے لئے اسکا دروازہ کھلا رہتا ہے۔

اس کتبخانہ مین بہت سی نادر مخطوطات ہین جن سے فن کتابت کی بہت سی صناعیون کا پتہ چلتا ہے،

کتبخانہ محمودیہ | کتبخانہ عارف بک سے یہ کتبخانہ چھوٹا ہے، کتابون کی تعداد ۵۶۹۴ ہے، جسمین ۴۰۰۰ کتابین ... اور بقیہ علوم دین کی ہین۔

کتبخانہ امین باشا | یہ دونون مقدم الذکر کتبخانون کے مثل ہے،

کتبخانہ حمیدیہ | یہ سلطان عبدالحمید اول کی طرف منسوب ہے، کتابون کی تعداد ۱۶۵۹ ہے،

کتبخانہ مشیر آغا | اسمین ۲۰۶۳ کتابین ہین، لیکن اسکے کہلنے کے اوقات غیر منتظم ہین،

اسکے علاوہ اور بھی متعدد کتبخانے ہین، مثلاً کتبخانہ صافرلی، کتبخانہ عرفانیہ، کتبخانہ رباط سید ناعثمان ... مدرسہ ثروت، کتبخانہ مدرسہ قرہ باشی، کتبخانہ حسین آغا وغیرہ، ان تمام کتبخانون کے کتابون کی مجموعی تعداد ..... جسمین بہت سی نادر کتابین ہین،

مغرب کے کتبخانے | مغرب کے بڑے بڑے پبلک کتبخانے تونس اور جزائر مین ہین، جنکے نام یہ ہین،

کتبخانہ جزائر اصلیہ | یہ کتب خانہ ۱۲۳۵ھ مین قائم ہوا، کتابون کی تعداد .....۴ ہے جسمین ...۳ قلمی کتابین ہین

تونس کا کتبخانہ صادقیہ | اس کتبخانہ کو مشیر محمد صادق باشا نے قائم کیا، جسکا مقصد یہ تہا کہ مساجد ومدارس مین جو کتابین پراگندہ طور پر موجود ہین انکو ایک جگہ جمع کر دیا جاے، اسمین تقریباً ...۴ کتابین ہین جو زیادہ تر فقہ، حدیث اور نحو کی ہین

ہندوستان کے کتبخانے | ہندوستان کے مشہور کتبخانون مین مصنف نے نہایت اجمال کے ساتھ کتبخانہ ... اور کتبخانہ حیدرآباد کا ذکر کیا ہے، لیکن انشاء اللہ کسی آیندہ نمبر مین ہندوستان کے کتبخانون پر مفصل مضمون شایع ہوگا۔

عبدالسلام ندوی

مصریون کے آداب معاشرت

از مولوی عبدالرزاق صاحب ندوی

ہر قوم کے آداب معاشرت، اسکے اخلاق وعادات اور نفسی ملکات کے پرتو ہوتے ہین، مصریون کے اخلاق ... نے جو کچھ اپنے سفرنامہ (غیر مطبوعہ) مین لکھا ہے، اسکا یہان دہرانا تو بے موقع ہے، البتہ اتنا کہدینا ضروری ... انکے اخلاق مین سب سے زیادہ نمایان خوش باشی، ملنساری، تواضع اور مساوات ہے، یہی صفات ہین ... انکے آداب مین ہر جگہ نظر آتی ہے، مصری جس طرح بہت سی باتون مین اپنی آپ ہی نظیر ہین، اُسی طرح ... معاشرت مین بھی وہ اکثر اقوام سے پیش پیش نظر آتے ہین، جس قوم کو چاہو دیکہہ لو، یا تو اسکا کیسہ آداب کی جنس ... سے خالی ہوگا، اور یا ان مین نسلی وجبلی صفات وحالات کی وجہ سے ایک قسم کی خشکی، بیگانگی، اور اداسی محسوس ... برخلاف اسکے مصری آداب معاشرت مین بشاشت، یگانگت اور رونق نظر آئیگی جو درحقیقت نتیجہ ہے ... صفات کا جنکی جانب ہم ابھی اشارہ کر چکے ہین، لوگ کہتے ہین کہ کسی قوم مین آداب کی بہتات اور ہجوم ... دلیل ہے اُسکی طویل عبودیت اور فقدان خودداری کی، باشد، لیکن ہم تو اس اثر کو دیکھتے ہین جو خوش باش ... شخص سے ملنے اور خشکی وبیوست کے برتاؤ سے قلب پر طاری ہوتا ہے، ممکن ہے کہ بعض طبائع آخری ... کو پسند کرین لیکن عام انسانی راے یقیناً اسکے برخلاف ہوگی۔

مصریون مین آداب معاشرت کی اسقدر کثرت ہے کہ اُٹھتے بیٹھتے، آتے جاتے، سوتے جاگتے، کہاتے پیتے، ... ہر حالت مین اخلاق صرف کیا جاتا ہے، جب تم کسی سے ملوگے تو وہ فرحان وشادان اھلاً وسھلاً ومرحبا ... پُرجوش مصافحہ کریگا، اور اس انہماک اور ہمدردی سے مزاج پرسی اور خیر وعافیت دریافت کریگا کہ بہوت ... ہوگے اور اسکے گہرے خلوص اور انتہائی محبت مین ہرگز شبہہ نہ کروگے، مزاج پرسی نہایت طولانی اور

اور دوران گفتگو مین بار بار ہوتی ہے، گہر بار اور تمام متعلقین کی خیریت بڑے اہتمام سے دریافت کیجاتی ہے [illegible]

لڑکیون اور عورتون کی بابت دیا جاتا ہے، مصافحہ عموماً ایک ہاتھ سے کیا جاتا ہے، عورتون مین بہی انکا رواج [illegible]

نوجوان لوگ اُن سے مصافحہ کرنے مین بعض خبیث طریقے برتتے ہین جنکا ذکر نامناسب ہے، والدین، استاد [illegible]

مذہبی آدمیون کے ہاتھ کو مصافحہ کرتے ہوے بوسہ دیتے ہین، جسمین تہذیب یہ ہے کہ بزرگ اپنے ہاتھ کو کھینچ [illegible]

بچانے کی کوشش کرے، اور خرد اُسکے چومنے کی، بعض غیر سنجیدہ لوگ اسمین بُری طرح جد وجہد کرتے ہین جس سے [illegible]

کبھی کشتم کشتا کا دہوکا ہوتا ہے، بعض احمق ایسے بھی ہوتے ہین کہ اپنا ہاتھ خود پیش کردیتے ہین گویا یہ انکا اُن [illegible]

مین نے بجز اپنے مرشد وعلامہ استاذ سید رشید رضا کے کبھی کسی کے ہاتھ کو بوسہ نہین دیا کیونکہ علماے ازہر [illegible]

اس لائق نہین ہوتے، بہت بڑے آدمیون کے آستین کو بوسہ دیا جاتا ہے،

اگر ملاقات ہفتہ عشرہ کے بعد ہوئی ہے تو صاحب خانہ عجیب پراثر انداز مین کہتا ہے اوحشتنا [illegible]

(اپنی جدائی سے مجھے بےچینی مین ڈال رکہا تہا)، جسکے جواب مین لا وحشک اللہ کہا جاتا ہے، اور اگر [illegible]

کی جدائی کے بعد یا کسی سفر کے قصد سے رخصتی کی ہے تو بڑے خلوص کا اظہار کیا جاتا ہے، طرفین پرجوش [illegible]

اور پیشانی وگردن کے بوسے لیتے ہین، لیکن یہ عموماً اعزہ اور مخصوص احباب کے ساتھ برتاؤ ہوتا ہے،

اثناے ملاقات مین بار بار آنے والی کی تشریف آوری پر ان الفاظ مین اظہار مسرت کیا جاتا ہے [illegible]

آپ نے ہمکو منور فرمایا، اشرفتنا ہماری عزت افزائی فرمائی، جسکے جواب مخاطب دعائیہ جملے مثل حفظک [illegible]

وغیرہ کہتا ہے، اسی درمیان مین سگرٹ اور قہوہ پیش کیا جاتا ہے، اسکے علاوہ کسی اور چیز سے تواضع کرنے کا [illegible]

نہین ہے، مصری اپنے مکانون پر کم ملتے ہین، عموماً ملاقاتین قہوہ خانون مین ہوتی ہین، جہان احباب کے جوڑ [illegible]

اس شخص کے سر ہوتے ہین جو پہلے سے بیٹھا ہے، آنے والیکو ہر چیز آزادی سے طلب کرنا چاہیئے، خود قیمت [illegible]

اصرار کرنا خلاف تہذیب سمجہا جاتا ہے، مصری آداب مین یہ بھی ضروری ہے کہ طرفین ایک دوسرے کے نقص [illegible]

اور محاسن رُو در رُو بیان کرین، جسپر مخاطب کو ہاتھ کے اشارہ اور زبان سے شکریہ ادا کرنا چاہیئے، ہندوستان [illegible]

[illegible] کے اس طرز عمل کو شاید قہر آلود نظرون سے دیکھیگی کہ جب دو دوست باہم بازار یا باغ وغیرہ مین چہل قدمی

[illegible] ایک دوسرے کے ہاتھ مین کہنی کے اوپر سے ہاتھ ڈال کر چلتے ہین، یہ گہرے خلوص اور محبت کے اظہار کا

[illegible] کبھی کبھی آزاد مزاج عورتین بھی اسی حالت مین نظر آتی ہین، یہ منظر واقعی زاہدان خشک کو بھی حیرت زدہ

[illegible] ہوتا ہے۔

مصریون کی زبان اگرچہ عربی ہے جسمین تخاطب واحد کے لئے عام اس سے کہ وہ کسی مرتبہ کا ہو، صرف ضمیر

[illegible] ہے، لیکن وہ اس سے باستثنا بعض مواقع کے مخاطب کی کسر شان سمجہتے، اور اسکے بجاے انتم، جنابکم

[illegible] سعادتکم اور فضیلتکم وغیرہ الفاظ سے خطاب کرتے ہین، چوتہا لفظ معززین اور علماء کے لئے تقریباً مخصوص

[illegible] ہے، اور آخری صرف علماء کے ساتھ خاص ہے، "باشا" کے خطاب یافتہ دولتکم اور فخامتکم سے

[illegible] کئے جاتے ہین، اور خود شاہ مصر کے لئے وہ خاص لفظ استعمال کیا جاتا ہے جو سرکاری طور پر اُسکے لئے مقرر ہوتا ہے

[illegible] سلطان "عظمۃ السلطان" کے لفظ سے یاد کیا جاتا ہے، اُردو زبان باوجود فارسی کی پروردہ ہونے کے

[illegible] تعظیمی الفاظ سے خالی ہے۔

لیکن ایک امر مین ہندوستانی زبانین شاید سب زبانون پر سبقت لیگئی ہین، اور وہ مختلف اعزہ کے لئے

[illegible] الفاظ، عربی بھی باوجود اپنی وسعت کے اس باب مین مفلس نظر آتی ہے، بہت سے رشتے تو ایسے ہین کہ انکا کوئی

[illegible] نہین مثلاً چوپہا، خالو، چچی، ممانی، بہنوئی، سالہ، جیٹھ، ساس اور بہاوج وغیرہ، اور جن رشتون کے نام ہین

[illegible] مخاطب کے لئے اُردو کی طرح کوئی مخصوص لفظ نہین، مثل بڑی بہن کے کہ جسے آپا یا باجی "یا بڑی بہاوج کو

[illegible] وغیرہ کہتے ہین، یا کوئی اور مخصوص لفظ جسے بزرگون کے لئے خرد استعمال کرنے لگتے ہین، جیسے بڑے بہائی کے لئے

[illegible] الا یا دادا، مستعمل ہے، مصری باین ہمہ تکلف و تصنع ان آداب سے بے بہرہ ہین، چنانچہ وہ اپنے

[illegible] رشتون کے مفرد یا مرکب الفاظ سے خطاب کرتے ہین اور یا انکا نام لیتے ہین، مجھے ابتک اپنی وہ برہمی

[illegible] بزرگ علامہ سید رشید رضا کو جنکی مین دل سے عزت کرتا ہون، اُنکے چھوٹے بہائی نے بازار مین دور سے یا رشید!

یارشید! کہکر پکارا تہا، ہندوستان مین عورتون کے لئے شوہرون کا نام لینا از حد معیوب شمار کیا جاتا ہے اور بعض جہلا تو اسے طلاق سمجھتے ہین، لیکن مصری عورتین آزادی سے اپنے شوہرون کا نام لیتی اور مخاطب کرتی ہین، کنیت (یعنی ابو فلان وام فلان) کا بھی رواج عام ہے۔

افسوس ہے کہ "سلام علیکم"، کا اسلامی طریقہ مصر سے آہستہ آہستہ اُٹھ رہا ہے، اب وہ صرف جماعت کے لئے تقریبًا مخصوص ہوگیا ہے، مسلمان مصری جب کسی اسلامی جماعت مین داخل ہوتا ہے تو "السلام علیکم" کہتا ہے، اپنے شناساؤن کو فردًا اگر صبح ہے تو صباحک خیر کہتا ہے، جسکا جواب انہین الفاظ مین صباحک نور دیا جاتا ہے، عوام الناس خوب خوب جملے کہتے ہین، مثل صباحک ذی فول، صباحک ذی نور، صباحک ... وغیرہ وغیرہ، تمہاری صبح فول کے مانند ہو، دودھ کی مانند ہو، بالائی کی مانند ہو، اور اگر دن سے تو نہارک سعید اگر شام ہے تو مسوا بالخیر مسوا بالعافیۃ اور اگر رات ہے تو لیلتکم سعیدہ کہا جاتا ہے، السلام علیکم کا جواب مصری نہایت زور دیکر علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یا سیدی" دیتے ہین "واؤ" کا حرف جواب مین کبھی شامل نہین کیا جاتا، قبطیون کا کوئی مخصوص سلام نہین ہے، وہ انہین مذکورہ بالا الفاظ کو استعمال کرتے ہین، سلام کا طریقہ یہ ہے کہ یا تو سینہ پر ہاتھ رکھکر سلام کرتے ہین اور یا چہرہ تک ہاتھ اُٹھا کر پھر سینہ پر رکھ لیتے ہین۔

اسکے علاوہ اور مخصوص لفظی آداب ہین جو مختلف مواقع پر بلالحاظ مرتبہ اور شناسائی کے برتے جاتے ہین، چنانچہ جب کوئی وضو کرتا ہوتا ہے تو "زمزم" کہتے ہین، جس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ خدا آب زمزم سے وضو کرائے، اسکے جواب مین جمیعا ان شاء اللہ کہنا چاہیئے یعنی ہم سبکو، اسی طرح مسجد مین دیکھکر حرمًا کہتے ہین یعنی حرم مین نماز کی توفیق ہو، اسکے جواب مین بھی "جمیعًا" کہنا چاہیئے، مجھے اپنی وہ شرمندگی اور پریشانی ابتک یاد ہے جو شروع مین حرمًا کی بدولت ہوئی تھی، ایک مصری نے مجھے مخاطب کرکے حرمًا کہا، نووارد تہا گھبر گیا اور بلا قصد حرمک اللہ منہ سے نکل گیا، جسکے معنی ہین "خدا تجھے حرام کردے" مصری اسپر بہت برہم ہوا، خیریت ہوئی کہ نیک آدمی تہا ورنہ مشکل پڑجاتی، غسل اور حجامت کے موقع پر نعیمًا کہا جاتا ہے یعنی خدا کی نعمت ...

... اسکے جواب مین انعم اللہ علیک کہنا چاہیئے، پانی پیتے دیکھکر هنیئًا یعنی دل کو لگے، کہتے ہین، اور ہناک اللہ جواب دیتے ہین، بیت الخلا سے خارج ہونے پر شفیتم شفا پائی، اور اُسکے جواب مین شفاکم اللہ کہتے ہین، جب کوئی نیا کپڑا یا جوتا پہنتا ہے تو مبروک مبارک ہو کہتے اور بارک اللہ علیک جواب دیتے ہین، ہندوستان مین تشمیت (جب کسی کو چھینک آے اور الحمد للہ کہے تو سننے والیکو یرحمک اللہ کہنا چاہیئے، اور اسکے جواب مین اُسکو ھداک اللہ کہنا چاہیئے) کا اسلامی طریقہ مفقود ہوگیا ہے، لیکن مصری اسکی سختی سے پابندی کرتے ہین۔

سلسلۂ برکلے

۳ جلد

"مینجر"

مترجمات

روح کی بغاوت

(۱) فرانس کے نامور ادیب و مصنف رومین رولان کا خط رابندر ناتھ ٹیگور کے نام

بعض آزاد مشربون نے جو عقل کی تقریباً عالمگیر غلامی و محکومیت کے خلاف علم جہاد بلند کرنیکی ضرورت محسوس کر رہے ہین، حال مین ایک "اعلان آزادی رُوح" شایع کیا ہے، جسکی نقل آپکی خدمت مین مرسل ہے،

کیا جناب اپنے اسم گرامی کے شمول سے ہماری جماعت کو اعزاز بخشین گے، میرے نزدیک تو ہماری جماعت کے خیالات سے آپکی تعلیمات بالکل متحد ہین، اسوقت حسب ذیل اصحاب شریک ہو چکے ہین، ہنری باربس، پال سگنگ، نقاش، ڈاکٹر فریڈرک فان ایڈن، پروفیسر جارج فری نکولے، ہنری فان ڈی ولڈ، اسٹفن زوگ، اور توقع ہے کہ حضرات ذیل بھی عنقریب اپنی شرکت کی منظوری عطا کرینگے، برٹرینڈ رسل، سلما لگر لوف، ایٹن سنکلیر، بینڈیٹو کروس وغیرہ، ہماری تجویز ہے کہ پہلے ہر ملک سے تین چار افراد کے اس اعلان پر دستخط لئے جائین جنمین سے اگر ممکن ہو تو ایک ادیب ہو، ایک حکیم ہو، اور ایک ماہر فنون لطیفہ، پھر اس اعلان کو عام طور سے شایع کر دیا جائے اور ہر قوم کے ارباب علم سے شرکت کی استدعا کیجائے، مین نہایت ممنون ہونگا اگر آپکے اثر سے ہندوستان، چین و جاپان سے کچھ ارکان ہمین مل سکین، کاش ایشیا کا دماغ یورپ کی ذہنی ترقیون مین روز بروز زیادہ حصہ لے سکے، میری عین تمنا یہ ہے کہ ایک روز رُوح کی یہ دونون اقلیمین باہم ملکر رہین، اور آپ نے اس مقصد کے حصول کیلئے جو کوششین کی ہین اُنکا مین پورا اعتراف کرتا ہون، آخر مین مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجئے کہ آپکا فلسفہ اور آپکی شاعری ہمین دل سے عزیز ہے، اور ہم سب کی طرف سے دلی ہمدردی قبول فرمایئے۔

رومین رُولان

مکرر - مین نے دوران جنگ مین اپنے ایک مضمون مین آپکے ایک لکچر کے جو آپ نے ستلہ مین بمقام ٹوکیو جاپان ارشاد فرمایا تھا، بعض اقتباسات دیئے ہین، وہ مضمون خدمت والا مین علٰحدہ مرسل ہے، براہ کرم فرنچ ترجمہ کی نا ہمواریون سے چشم پوشی کیجئے، مضمون مذکور کے ہمراہ مین ایک چھوٹا سا رسالہ بھی بھیجتا ہون جو یورپ کے ایک قدیم ترین منفی کے نام کے ساتھ معنون ہے جسکا میرے اوپر خاص اثر رہا ہے اور جس سے غالباً آپکو بھی شیفتگی ہوگی یعنی امیڈ اکلس

(۲) اعلان آزادی رُوح

اے رُوح و انسانیت کی راہ مین کام کرنے والو! اے رفیقو! جو افواج اقوام متخاصمین اور سنسرشپ کی بنا پر اس پانچ برس کے عرصہ مین ایک دوسرے سے بالکل جدا دنیا کے مختلف حصون مین منتشر رہے ہو، اسوقت جبکہ موانع راہ دُور ہو رہے ہین اور قدیم سرحدون کے ڈانڈے مل رہے ہین، تم سے التجا ہے کہ قدیم رشتۂ اتحاد کو از سر نو زندہ کرو، لیکن یہ اتحاد پہلے سے زیادہ پائدار و مستحکم ہو،

جنگ نے ہماری صفون کو درہم برہم کر دیا ہے، تعلیم یافتہ گروہ کی جماعت کثیر نے اپنے علم، اپنے فن اپنی عقل کو اپنی حکومتون کے حوالہ کر دیا، ہمین کسی پر الزام دینا مقصود نہین، اور نہ ہم کسی کی ذاتی منقصت کرنا چاہتے ہین، ہم فطرت بشری کی کمزوریون سے واقف ہین، اور جانتے ہین کہ اجتماعی طاقت کا کتنا زبردست اثر ہوتا ہے، اجتماعی قوت نے دفعتہً افراد کی قوت ارادی کو مغلوب کر دیا اور مقاومت و مدافعت کا کوئی موقع ہی نہ مل سکا، لیکن کاش یہ تجربہ آیندہ کے لئے ہمین زیادہ محتاط و باخبر بنا دے،

سب سے پہلے ہمین اُن مصائب کا پورا تصور کرنا چاہیئے جو عقل کی اس محکومیت و غلامی سے پیدا ہوئے ہین، ارباب علم و فن نے اسپر ایک ایسے تازیانہ کا اضافہ کر دیا، جس نے یورپ کے جسم و روح کو باہمی منافرت کے زہر سے لبریز کر دیا ہے، ان بزرگون نے اپنا سارا علم و دانش، اپنے سارے معلومات، اپنی تمام سائنس، اپنی ساری تخئیل، اپنی تمام تاریخ دانی، اپنی تمام منطق، اپنی تمام شاعری، یہ سب باہمی منافرت کے نذر کر دی، سعی و اہتمام کرکے ان لوگون نے باہمی اخلاص و محبت کا خاتمہ کر دیا، اپنے ان اعمال سے انھون نے خود عقل کی رسوائی و تحقیر کی حالانکہ وہ اسکے پرستار تھے، انھون نے عقل کو تسکین جذبات کا آلہ بنا دیا، اور نادانستہ اس سے ملک و قوم و جماعت

کی تمام سیاسی و معاشرتی خودغرضیان پوری کین، اب اس وحشیانہ محاربہ نے جس نے فاتح و مفتوح [illegible] مجروح، مضروب و مفلوک الحال بناکر چھوڑا ہے، یہ لوگ خواہ انکی زبان مین اقرار نہ کرین، اپنی حماقت پر اپنے دلون مین نادم و حسرت کنان باہر آرہے ہین، اور عقل بھی انکے ساتھ پہنچکر مسخ و مضمحل ہوکر رہ گئی ہے۔

پس اُٹھو، اور رُوح کو ان بندشون سے آزاد کرو! اسکی غلامی و محکومیت کی زنجیرون کو توڑ ڈالو، اور اسے [illegible] بدنام کرنے والے پرستارون سے نجات دلاؤ، رُوح کسی کی خادم نہین ہوسکتی، وہ ہم سب کی مخدوم ہے، اسکے [illegible] ہمارا کوئی حاکم و آقا نہین، ہم پر فرض ہے کہ اُسکی محافظت کرین، اور اُسکے جو خدام گمراہ ہوگئے ہین، انھین [illegible] کی دعوت دین، ہمارا فرض ہے کہ ہم مرکز پر قائم رہین، اور شب تارین جذبات کے تلاطم کے وقت قطب [illegible] اپنی جگہ پر ثابت و غیر متزلزل رہین، ہم ان جذبات تکبر و اہلاک مین فرق مراتب نہین کرتے، ہمارے نزدیک یہ جذبات تمامتر مردود ہین، ہم صرف حق کے خدمتگذار ہین، ہان وہ حق جو ہر قسم کے قیود و حدود اور قوم و ملت کی [illegible] سے بالکل آزاد و پاک ہے، ہم صرف انسانیت کا حق تسلیم کرتے ہین، اور بلا امتیاز تمام بنی نوع کی خدمت [illegible] چاہتے ہین، ہم قومون کو نہین جانتے، ہم صرف ایک قوم کو جانتے ہین، جسکا وطن تمام عالم ہے، جسکے افراد جملہ انسان ہین اور جو زمانہ کی ناہموار سڑک کو اپنے خون و عرق سے نم کرتی ہوئی ترقی و تنزل کے مدارج برابر طے کرتی رہتی ہے، اس اعلان کا مقصد یہ ہے کہ ہمارے تمام بھائیون کو اس رشتہ اخوت کا احساس ہو، اور اسی غرض کے لیے ہم نے [illegible] مناقشات و جدال آرائیون کی علی پر اس محراب اتحاد کی بنیاد قائم کی ہے، یہ اتحاد اس آزاد رُوح کا ہے جو ازلی وابدی ہے، اور وحدت کے ساتھ کثرت کی جلوہ آرائیان رکھتی ہے۔

(۳) ڈاکٹر رابندرو ناتھ ٹیگور کا جواب رومین رولان کے نام

مین اسوقت جبکہ میرا دل یہ خیال کرکے بیٹھا جارہا تھا، کہ جنگ عظیم سے عبرت کسی نے نہ حاصل کی، بلکہ منافرت و غصہ کے جو جذبات، بیقدر خطرناک و مہیب ثابت ہوچکے ہین، انکی پرورش اور انکے قیام و دوام کا سامان کیا جارہا ہے آپکا عنایت نامہ ملا، اور کلبۂ یاس مین ایک شعاع امید پیدا کردی، ان حقائق کا جو دنیا کے لئے باعث نجات [illegible]

[illegible] ہوے ہین، ہمیشہ یہ دستور رہا ہے کہ انکی تلقین کی توفیق صرف چند کو عطا ہوئی، اور عموماً دنیا ان سے انکار و اعراض [illegible] کرتی ہی، لیکن بالآخر انھی شکستون ہی سے انھون نے فتح پائی ہے۔ میری تسکین کے لئے یہ علم کافی ہے کہ بالآخر [illegible] کے اعلیٰ ضمیر نے سیاسیات کے جذبات رذیلہ مین بھی اپنی شکل دکھائی، اور مین بمسرت تمام آپکی دعوت کو [illegible] کرکے ان آزادون کی جماعت مین شریک ہوتا ہون جنھون نے یورپ مین بغاوت رُوح (برخلاف جسم) کا [illegible] باندھا ہے، مین ان شریفانہ الفاظ کے لئے ممنون ہون، جنکے ساتھ آپ نے میرے "پیغام بجاپان" کے [illegible] اقتباسات کا ترجمہ اپنے رسالہ مین درج کیا ہے، مین اس عبارت کو مع اس خط اور آپکے عنایت نامہ اور اعلان کے [illegible] کے ایک انگریزی ماہوار رسالہ مین شایع کرنیکی اجازت چاہتا ہون۔

(ماڈرن ریویو)

تلخیص وتبصرہ

کبیر داس

ہندی کے صوفی شعرا مین کبیر داس کو جو شہرت حاصل ہے وہ کسی سے مخفی نہین، اسکا نام بچہ بچہ کی زبان پر
لیکن یہ بہت کم لوگون کو معلوم ہوگا کہ وہ کون شخص تہا، کس زمانہ مین تہا، اور اسکی تعلیمات کیا تہین، ہندوستان
ایک تازہ پرچہ مین مسٹر سارت چندر مترا ایم، اے بی۔ ال نے کبیر پر ایک تفصیلی مضمون تحریر کیا ہے، اسکے
اسور دریافت طلب حسب ذیل ہین،

(۱) کبیر کون شخص تھے؟

(۲) رامانند سے انکا کیا تعلق تہا؟

(۳) انکی تعلیمات کیا ہین؟

دنیا کے اکثر مشاہیر عظام نے بہت ہی پست وادنیٰ حالت سے ترقی کی ہے، اور مسلمانون کے ہان تو
انسان کی عظمت مین نسل ونسب کی پستی کبھی بھی مانع نہین ثابت ہوئی ہے، میان کبیر بھی ایک مسلمان نور باف کے
فرزند یا متبنٰی تھے، سنہ ولادت تقریباً ۱۴۴۰ء ہے، اور مقام ولادت بنارس یا مضافات بنارس
تصوف وروحانیت کی جانب میلان طبع شروع ہی سے تہا، اور بچپن ہی سے درویش کامل کی
یہ وہ زمانہ ہے جب بالائی ہند مین رامانند کی فقیرانہ شہرت کا آفتاب نصف النہار پر تہا، اسکے متعدد مرید
جو آگے چل کر خود بڑے پایہ کے کاملین ہوئے ہین، مثلاً رائے داس، تلسی داس، سور داس وغیرہ، کبیر کو بھی
اُسکے حلقہ مین بیٹھنے کا شوق پیدا ہوا، لیکن کبیر مسلمان تھے اور رامانند ہندو، یہ ایک سخت دقت آپڑی
نے ایک منصوبہ کیا کہ دریا کے کنارہ جس مقام پر رامانند روز غسل کرتے تھے، وہان سیڑھیون کے نیچے اپنے
چھپا دیا، اور جب رامانند پانی مین اُترنے لگے تو ان کا پیر کبیر کے جسم پر پڑا، وہ گھبرا کر "رام! رام!" چلائے

اسپر بولے، اور کہا کہ لوگون کو مرید کرتے وقت آپ اسی کی تلقین کرتے ہین، اسوقت بیساختہ یہ الفاظ آپکی زبان سے
نکل جانے کے یہ معنی تھے کہ مین آپکا مرید ہوگیا" عام ہندوؤن اور مسلمانون نے سخت مخالفت کی، لیکن بالآخر
رامانند نے کبیر کو باضابطہ اپنی مریدی مین لے لیا، چنانچہ کبیر بھی ہمیشہ انہین کو اپنا مرشد سمجھتے رہے۔
گورگناتھ کے اس سوال کے جواب مین کہ "کبیر یہ بتاؤ تم اس رنگ مین کب سے ہو؟ تمہارے عشق کا
آغاز کہان ہوا؟" وہ کہتے ہین کہ "دفعتہً بنارس مین مجھپر کشف ہوا، اور رامانند نے میرے قلب کو منور کردیا۔"
کبیر صاحب اہل وعیال تھے، وہ راہبانہ زندگی کے سخت مخالف تھے، صحرا نشینی اُنکے نزدیک ایک
فضول بات تھی، ایک جگہ کہتے ہین :-

"جوگی صرف اپنے لباس کو رنگ لیتا ہے، حالانکہ اُسے اپنے قلب کو عشق ومحبت سے رنگنا چاہیئے، وہ
مندر کے اندر بیٹھکر پتھر کی پوجا کرتا ہے، وہ اپنے کان چھیدتا ہے، ڈاڑہی بڑہاتا ہے، اور کاکلین رکھتا ہے جن سے
اسکی شکل بکری کی سی ہوجاتی ہے، وہ اپنی تمام خواہشات کو ہلاک کرکے صحرا نشینی اختیار کرتا ہے اور نامرد بنجاتا ہے
وہ سر منڈاتا ہے، رنگین لباس پہنتا ہے، گیتا پڑہتا ہے اور بک بک کیا کرتا ہے۔"

ہندوؤن کو اسکی تعلیم سخت ناگوار گذری، اور کاشی کے برہمنون نے اسکی شدید مخالفت کی، ایک مرتبہ اسے
مفتون معصیت کرنے کے لئے ایک نہایت حسین طوائف کو تنہا اُسکے پاس بھیجا، لیکن کبیر کے لئے یہ سار اجال
تار عنکبوت ثابت ہوا، اور صیاد خود ہی شکار بن گیا، یعنی وہ طوائف کبیر کی مرید ہوگئی،
عام مسلمانون کا برتاؤ بھی اُنکے ساتھ کچھ اچھا نہ تہا، سنہ ۱۴۹۵ء مین انہون نے ایک مریض کو اپنی روحانی
قوت سے اچھا کردیا، اسپر شہر مین سخت برہمی پہیلی، اور شاہ سکندر لودی نے کشان کشان اپنے دربار مین طلب کیا
آخر انکی جان بخشی تو ہوئی لیکن شہر سے اخراج کردیا گیا، اب وہ اپنے مریدون کے ساتھ بالائی ہند مین خانہ بدوشانہ
زندگی بسر کرنے لگے، تا آنکہ سنہ ۱۵۱۸ء مین گورکھپور کے قریب بمقام مگہر وفات پائی۔
روایت ہے کہ اُنکی وفات پر نعش کے بارہ مین ہندو مسلمانون مین سخت تنازع ہوا، مسلمان دفن کرنا چاہتے تھے

اور ہندو جلانے پر مصر تھے، جب مناقشہ نے زیادہ طول پکڑا تو سامنے کبیر کی شکل نظر آئی، جس نے [illegible]
کفن کے اندر دیکھو" اس حکم کی سب نے تعمیل کی، لیکن جب کفن کھولا تو بجاے جسم مردہ کے پھولون کا [illegible]
ڈہیر نظر آیا، اس ڈہیر کو ہندو مسلمانون نے نصف نصف تقسیم کرلیا، ہندوؤن نے بنارس مین جلایا اور
مسلمانون نے مگہر مین دفن کردیا۔

کبیر بت پرستی اور تیرتھ جاترا (زیارت مقابر و معابد) کے سخت مخالف تھے، فرماتے ہین:۔

"تیرتھ کے مقدس مقامات مین پانی کے سوا اور کچھ نہین، وہ بالکل بیکار ہین، مین ان مین نہا کر دیکھ چکا ہون"

مورتین بیجان ہین وہ بول نہین سکتین، مین انہین پکار کر دیکھ چکا ہون۔

کبیر جو کچھ کہتا ہے، تجربہ کے بعد کہتا ہے، وہ خوب جانتا ہے کہ دوسری چیزین غیر واقعی ہین،

کبیر کے نزدیک ہندو مسلمان کی تفریق بے معنی تھی، لکھتے ہین:۔

"درویش سے یہ دریافت کرنا لاحاصل ہے کہ اسکی ذات کیا ہے، اسلئے کہ درویش، سپاہی، سوداگر اور
اور کل ۳۶ ذاتین برابر خدا کی تلاش مین ہین"

درویش سے اسکی ذات کے متعلق سوال کرنا حماقت ہے، حجام، دھوبی اور برہمی سب نے خدا کی
تلاش کی ہے، راے داس تک متلاشی حق تھا، رشی سواتیچ دباغت چرم کا کام کرتا تھا،

ہندو مسلمان سب اس منزل تک پہنچے ہین جہان پہنچکر کوئی امتیاز باقی نہین رہ جاتا۔

کبیر کی تعلیم یہ تھی کہ خدا نہ مسجد مین ملتا ہے نہ مندر مین، اسکی جگہ صرف دل ہے، جس بندہ نے اُسے دل سے
ڈہونڈہا، اُس نے پالیا۔

"اے بندے تو میری تلاش کہان کرتا ہے؟

دیکھ مین تو تیرے پہلو ہی مین ہون،

مین نہ مسجد مین ہون نہ مندر مین اور نہ کعبہ کے اندر ہون نہ کیلاش مین۔

مجھ تک رسائی نہ عبادات سے حاصل ہوسکتی ہے نہ یوگ (جوگ) اور ترک سے۔ اگر تو میرا سچا متلاشی ہے
تو مجھے فوراً دیکھ سکتا ہے، آن کی آن مین مجھے مل سکتا ہے۔

کبیر کا قول ہے کہ "اے سادہو! خدا تمام روحون کی رُوح ہے۔"

ایک اور مقام پر:۔

"اگر خدا مسجد کے اندر محدود ہے تو یہ سارا عالم کس کا ہے؟

اگر رام اس مورت کے اندر ہے جسکی زیارت کو تم جاتے ہو تو اُسکے باہر کی دنیا کا علم کسکو ہے؟

مشرق مین ہر ہے اور مغرب مین اللہ ہے،

اپنے دلون کے اندر تلاش کرو کہ یہین کریم و رام ملیگا۔

تمام مخلوقات انسانی اسی کے زندہ مظاہر ہین،

کبیر "اللہ کا، رام کا فرزند ہے، وہی اللہ اُسکا مرشد ہے، اُسکا گرو ہے۔"

مختلف مذاہب نے خدا پرستی کے مختلف طریقے تعلیم کئے ہین، بعض کے نزدیک عبد و معبود کے درمیان مخدوم
و خادم کا تعلق رہنا چاہیئے، بعض کے نزدیک مخلوق و خالق کا، وقس علی ہذا، کبیر نے اس تعلق کی بنیاد عشق و محبت
پر رکھی، خدا کو وہ بار بار معشوق کے لقب سے یاد کرتا ہے اور اپنے تئین اسکا عاشق قرار دیا ہے، فرماتے ہین:۔

"آج کا دن میرے لئے محبوب ترین روز ہے، اسلئے کہ آج شاہ خوبان میرا مہمان ہے، میرا حجرہ اور میرا صحن
اسکے وجود سے منور ہورہا ہے، میری تمام آرزوؤن کی زبان پر اُسکے نام کا ترانہ ہے، اور وہ سب اُس کے
حسن کامل مین جذب ہوگئی ہین،

مین اسکے پیر دہوتا ہون، اسکے روے انور کی زیارت کرتا ہون اور اسکے آگے نذر مین اپنا جسم، اپنی جان
انکا ہر چیز پیش کرتا ہون۔

وہ دن کیسا مبارک ہے جب میرا محبوب، میرا خزانہ، میرے گھر مہمان ہوتا ہے۔

میرے عشق کا اثر اسپر ہوگیا، میری جان "حق" کے اسم پاک پر فدا ہوتی ہے۔"

ایک اور مقام پر:-

" میرا دل وجان تیرے لئے بیقرار ہو رہا ہے،

میرے پیارے میرے ہان آ-

جب لوگ کہتے ہین کہ مین تیری عروس ہون تو مین نادم ہوتا ہون، اسلئے کہ ہنوز میرے قلب کا تیرے

قلب سے وصل نہین ہوا ہے۔ . .

کبیر تڑپ رہا ہے وہ اسکے دیدار کے لئے جان دے رہا ہے۔"

ہندوستان کا ادبی مستقبل

لندن مین ۱۸۶۶ء سے ایک انجمن ایسٹ انڈیا ایسوسی ایشن کے نام کے قائم ہے، جسکا مقصد اہل ہند کے جملہ حقوق کی نگہداشت وحمایت ہے، انگلستان کے تقریباً وہ تمام لوگ جنہین مسائل متعلق بہ ہندوستان سے دلچسپی ہے، انجمن مذکور کے ارکان ہین، صدر، لارڈ ڈرے ہین، نائب صدر لارڈ کرزن، لارڈ ہارڈنگ، سر آغاخان مہاراجہ گوالیار، مہاراجہ بیکانیر وغیرہ ہین، ماہانہ جلسون مین ہندوستان کی علمی، سیاسی وتمدنی زندگی کے مختلف عنوانات پر مباحثہ ومذاکرہ ہوتا ہے، اور انکی روئداد ین انجمن کے سہ ماہی رسالہ ایشیاٹک ریویو مین شایع ہوتی ہین۔

جولائی کے رسالہ مین اس جلسہ کی روئداد شایع ہوئی ہے جو دو ماہ قبل منعقد ہوا تھا، سر رونلڈولسن صدر نشین تھے، عنوان بحث یہ تھا "ہندوستان کا لٹریچر: ماضی، موجودہ، مستقبل" اس عنوان پر کیمبرج یونیورسٹی کے ایک ممتاز ہندوستانی متعلم مسٹر کنہیالال نے ایک مفصل مضمون پڑھا، اور اسکے بعد متعدد ارکان انجمن نے اسپر اظہار خیال کیا، مسٹر کنہیالال نے قدیم ترین سنسکرت تصانیف کی تاریخ بیان کی، اور اس ضمن مین وید، اپنشد، مہابھارت اور رامائن وغیرہ پر تفصیل سے نظر کی، اسکے بعد کالیداس کے دور کو ہاتھ لگایا، اور رگھوونس، میگھہ دوت، شکنتلا، وکرم اروسی

وغیرہ جواہر ادبی پر تبصرہ کیا، مسلمانون کے زمانہ مین مضمون نگار کے نزدیک نثر مین ابوالفضل، اور شعر مین زیب النسا بیگم خصوصیت کے ساتھ قابل تذکرہ ہین، اس سلسلہ مین اردو کا ذکر بھی چھڑ گیا، مسٹر موصوف فرماتے ہین:-

" مسلمان فاتحین اپنے ہمراہ ایران وترکستان کے میدانون سے نئی تہذیب اور نئی زبانین لائے، یہ زبانین فارسی وعربی تھین، پانچ چھ صدیون تک مغل اور پٹھان سلاطین کے عہد حکومت مین نئے نئے خیالات اور نئی قومون کے داخلہ کا جو سلسلہ قائم رہا، اس نے قدرتی طور پر ایک نئی زبان اور نیا آلۂ اظہار خیال پیدا کردیا۔

یہ نئی زبان جسکا نام اردو یا لشکری زبان پڑا، مختلف خیالات، جذبات، والسنہ کے اختلاط سے پیدا ہوئی اردو، ہندوستانی یا اہل ہند کی زبان کے ساتھ عربی وفارسی کے امتزاج کا نام ہے، گو بعض دفعہ یہ زبان بہت پست ہوجاتی ہے، تاہم اسکی نثر ونظم دونون مین انتہائی بلندیون کے نمونہ بھی موجود ہین، مغلیہ حکومت کے زوال کے بعد گو یہ زبان ترقی کرتی رہی، تاہم اسکی حیثیت ایک صوبہ وار زبان کی ہوکر رہ گئی، آجکل بہترین اردو کا نمونہ وہ زبان سمجھی جاتی ہے جو مغلیہ حکومت کے دو قدیم مرکزون دہلی ولکھنؤ کے نواح مین بولی جاتی ہے۔

اردو مین اعلیٰ درجہ کے شاعرون اور نثارون کی ایک خاصی تعداد پیدا ہو چکی ہے، مثلاً سودا، میر تقی، حالی، ذوق وغالب، اور افسانہ نویسون مین نذیر احمد، محمد حسین آزاد وغیرہ، اسوقت شمالی ہند کے ملک الشعراء ڈاکٹر اقبال ومحروم[1] ہین۔"

آگے چل کر مقالہ نویس نے ہندی، پنجابی، تامل، مرہٹی، بنگالی وغیرہ ہندوستان کی مختلف صوبہ وار زبانون کے لٹریچر پر اجمالی بلکہ سرسری تبصرہ کیا ہے، اور موجودہ تمدن وحکومت کے خصوصیات کو پیش نظر رکھکر نتیجہ یہ نکالا ہے کہ ملک کی عام ومشترک زبان صرف انگریزی ہو سکتی ہے، اور آیندہ ہندوستان کے بہترین شعراء ومصنفین اسی زبان کو آلۂ اظہار خیال بنائین گے، لیکن اسکے یہ معنی نہین کہ ملک کی قدیم زبان سنسکرت، یا صوبہ وار زبانون مین سے کوئی فنا ہوجائیگی، یہ سب باقی رہین گی، اور انگریزی کے دوش بدوش یہ بھی برابر ترقی کرتی رہین گی۔

[1] شاید محروم "غالباً "حسرت" کے بجائے سہواً ادا ہوگیا ہے، ملک "محروم" کی شاعرانہ عظمت کی واقفیت سے بالکل محروم ہے۔ (معارف)

لکچر کے خاتمہ پر سر دلسن، سر ہوم وڈ، ڈاکٹر پولن وغیرہ متعدد ارکان انجمن نے لکچر سے کم و بیش اتفاق و اختلاف کیا، اس سلسلہ مین ایک بہت مسن انگریز سولیلین مسٹر کولڈ اسٹریم نے اُردو کے متعلق خیالات ذیل کا اظہار کیا،

شمالی ہند مین اُردو کے شاعر و نثار موجود ہین، جو ایک ترقی پذیر زبان ہے، مگر ہنوز پوری پختگی کو نہین پہنچی ہے وہ ترقی ایک خاص طریقہ پر کر رہی ہے، یعنی انگریزی اور دوسری زبانون سے بے تکلف اپنے سرمایہ مین کثرت اضافہ کر رہی ہے، چنانچہ آج اُردو اخبارات کو اگر دیکھا جاے تو ہر کالم مین پچاس لفظ انگریزی کے ملین گے جنکے بغیر اُردو مین چارہ نہین اُردو کا مستقبل یقیناً بہت شاندار ہے، حیرت ہے کہ لکچرر نے اُسکو صوبہ دار زبان بیان کیا درانحالیکہ اسکے بولنے اور سمجھنے والون کا دائرہ بہت ہی وسیع ہے، درحقیقت اُردو ہی مین ملک کی مشترک زبان (لنگوا فرنیکا) بننے کی صلاحیت ہے، اور صلاحیت کیسی، ایک بڑی حد تک وہ ہے بھی ملکی زبان"

اسکے بعد مقرر نے غالب و اقبال کے شاعرانہ کمالات کا اعتراف کیا، لیکن جس مصرعہ کی بنا پر اقبال کو داد دی ہے، اسکا انتساب اقبال کیا، کوئی معمولی شاعر بھی اپنی جانب گوارا نہین کر سکتا۔

اسلامی تمدن و مسیحیت

سر تھیوڈر ماریسن ٹرکی و مسئلہ خلافت کے سلسلہ مین مسلمانون کے جذبات کی جو ترجمانی کر رہے ہین اسکا ذکر پچھلے نمبر مین آچکا ہے، انکی خدمات کا یہ سلسلہ گذشتہ چند ماہ سے برابر جاری ہے، لندن کے مشہور اخبارات و رسائل مثلاً ٹائمز، آبزرور، نائینٹینتھ سنچری وغیرہ مین اُنکے متعدد پرزور و مدلل مضامین اس بحث پر نکل چکے ہین سر موصوف کا خاص زور اسپر ہے کہ مسلمانون کے لئے یہ مسئلہ ایک محض سیاسی یا خالص مذہبی حیثیت نہین رکھتا بلکہ اسکے ساتھ وہ اپنی تمدنی، اجتماعی، و قومی زندگی کو وابستہ سمجھتے ہین، یہی وجہ ہے کہ اسکی سب سے زیادہ پرجوش تبلیغ وہ براے نام مسلمان بھی کر رہے ہین جنہین مذہب سے کوئی واسطہ نہین،

نائینٹینتھ سنچری کے مضمون مین وہ لکھتے ہین کہ اسلامی دنیا کے لئے یہ وہ نازک وقت ہے، جسکا نتیجہ اگر کچھ بھی [illegible]

دیوبند و ندوہ کے حجرہ نشین علماء اور دوسری طرف آزاد خیال والحاد پسند نوجوانون کی جماعت دونون کو یکسان بیقرار کئے ہوئے ہے، اور جسکو اپنے موافق بنانے کے لئے سب سے زیادہ جد و جہد وہ بزرگ کر رہے ہین جنکو اعتقاداً مسلمان سے کوئی ہمدردی نہین، مثلاً سر آغا خان، مسٹر امیر علی، مسٹر عبد اللہ یوسف علی، مسٹر اصفہانی وغیرہ کہ انمین سے کوئی بھی سُنی نہین۔

آبزرور کے ایک مضمون کے درمیان مین سر ماریسن فرماتے ہین :-

"مسلمانون کو اسلام کے ساتھ جو شغف ہے، حیران ہون کہ اسکو کن الفاظ سے ظاہر کرون حب وطن کا لفظ ایسے موقع پر صحیح نہوگا اسلئے کہ انکی محبت کسی خاص نسل یا خطۂ زمین کے ساتھ وابستہ نہین، علی ہذا اسے دینی جوش وحمیت سے بھی موسوم کرنا درست نہین، اسلئے کہ آج جو اسلام کے سب سے پرزور وکیل وحامی ہین، ان مین ایسے بھی ہین جو کوئی مذہبی عقیدہ نہین رکھتے، چنانچہ ہندوستان، ٹرکی و مصر کے نوجوان مسلمان یا تو سرے سے متشکک ہین یا زیادہ سے زیادہ ایسے معتقدات رکھتے ہین جنکی بنا پر دیوبند و ازہر کے نقطۂ نظر سے یقیناً تکفیر کے مستوجب ہوتے ہین، اب پرانے خیال کے مسلمان جو یورپ مین تعلیمات کے اثرات سے محفوظ ہین، سو ان مین بھی آزاد خیالی ایک کافی حد تک موجود ہے اور ہمیشہ سے موجود رہی ہے،

مین اسلامی ہند کے ایک فاضل کو جانتا تھا جنکے عقاید بالکل ملحدانہ تھے، تاہم وہ اسلام کے ایک زبردست وکیل تھے، اور اسلئے مولویون کے حلقہ مین بھی مسلمان سمجھے جاتے تھے، اس تضاد و تناقض کا سبب میرے خیال مین یہ ہے کہ اسلام محض ایک مذہب کا نام نہین، بلکہ وہ ایک تمدن ہے، وہ ایک نظام اجتماعی ہے جو فلسفہ و حکمت، تہذیب و شائستگی، علم و فن کا ایک مخصوص نظام رکھتا ہے، وہ اپنی ایک مستقل زندگی رکھتا ہے، اپنے ماضی پر نازان ہے، اور مستقبل مین اپنی ترقی پر اعتماد رکھتا ہے، اس نظام اجتماعی کی محبت مسلمانون کے دلون کے اندر ہے، اور اس جذبہ کا نام گو وطن پرستی نہین تاہم اسمین وطن پرستی کے خصائص بہت سے موجود ہین۔"

لٹریری گائیڈ جو انگلستان کی منکر مذہب جماعت کا ماہوار پرچہ ہے، اقتباس بالا کو نقل کرکے دریافت کرتا ہے کہ

جو اوصاف سرمارلیسن نے اسلام کے متعلق بیان کئے، کیا اُنکا انتساب مسیحیت کی جانب ہونا ممکن ہے ؟

سیاحون کا بیان ہے کہ افریقہ کے وحشیون مین اسلام کے داعیون کو حیرت انگیز کامیابی ہورہی ہے، ممکن ہے اس

کامیابی کا سبب یہ ہو کہ اسلام مین باوجود دوسری کمزوریون کے اخوت تو ہے، اسلام اس دنیا مین اپنے اتباع کے

فلاح کا سامان رکھتا ہے، مسیحیت تو اس سے بھی عاری ہے۔"

نظام امتحانات

نظام امتحانات کا جو طریقہ دنیا کی یونیورسٹیون مین مدت سے رائج ہے وہ کچھ عرصہ سے اہل نظر کی نگاہ مین کھٹک رہا ہے، چنانچہ متعدد محققین یورپ نے اُسکے نقائص کا اظہار کیا ہے، اور ہندوستانی یونیورسٹیون مین اس طریقہ کے نقصانات تو سب سے زیادہ ظاہر ہوچکے ہین، لیکن محکمۂ تعلیم کے ارباب حل وعقد کی ایک بڑی جماعت ہمیشہ اسکی پرجوش حامی بھی رہی ہے، اور اب بھی اسکی حمایت مین جان لڑادینے کو تیار ہے، رسالہ انڈین ایجوکیشن مین مولوی عبد الماجد صاحب بی۔ اے نے اس بحث پر کسیقدر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور فریقین کے دلائل کا موازنہ کیا ہے

اُن کے نزدیک امتحانات کا طریقۂ مروجہ نقصانات ذیل کا ذمہ دار ہے :-

(۱) اس سے تعلیم کا مقصد اصلی فوت ہوجاتا ہے، طلبہ بجائے تحصیل علم وفن کے امتحانات ہی کو منتہاے مقصود سمجھنے لگتے ہین۔

(۲) نقصان صحت۔ امتحان کے لئے جو رٹنا پڑتا ہے، یہ دماغی بار صحت کے لئے نقصان رسان ثابت ہوتا ہے

(۳) اخلاقی خرابیان۔ تجربہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ زیادہ دماغی بار پڑنے سے لڑکون مین چال چلن وغیرہ کے متعلق اخلاقی خرابیان پیدا ہوجاتی ہین۔

(۴) اساتذہ کی تنگ نظری۔ ایک متعین نصاب اور متعین طریقۂ امتحان سے اساتذہ مین جمود پیدا ہوجاتا ہے۔

(۵) انحطاط تعلیم۔ فن تعلیم کو اگر ایک زندہ فن رکھنا منظور ہے تو لازمی ہے کہ جدید تجربات وتنوعات ہوتے رہین نظام امتحانات اس جدت وتنوع کا قاطع ہے،

(۶) ضعف عقل۔ حافظہ پر زاید از ضرورت بار پڑنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ قواے عقلی کا نشو ونما نہین ہونے پاتا اور رفتہ رفتہ وہ کُند ہوجاتے ہین،

(۷) زود فراموشی۔ جو معلومات رٹ کر دماغ مین زبردستی ٹھونس لئے جاتے ہین وہ جلد نکل بھی جاتی ہین، دماغ مین اُنکا کوئی پائدار اثر نہین رہتا،

(۸) فقدان اجتہاد وتحقیق۔ ایک محدود دائرہ مین چکر لگاتے لگاتے انسان پر سطحیت اسقدر حاوی ہوجاتی ہے کہ محققانہ ومجتہدانہ اصول پر کام کرنے کی صلاحیت ہی نہین باقی رہجاتی۔

(۹) ذہنی کاہلی۔ محض انعامات کی طمع مین برابر کام کرتے رہنے کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ کام کو کام کی غرض سے کرنے پر ذہن آمادہ ہی نہین ہوتا۔

(۱۰) انتشار قوت۔ امتحان کے لئے جو مضامین مقرر ہوتے ہین وہ باہم اسقدر غیر متعلق ہوتے ہین کہ ان سب پر متوجہ ہونے سے بجز اِسکے کہ قوت دماغی منتشر ہو اور کوئی نتیجہ نہین نکل سکتا۔

(۱۱) اساتذہ کی تضییع وقت۔ امتحانات کی تیاری اور اسکے سامان مین خود اساتذہ کا بھی بہت سا وقت بیکار صرف ہوجاتا ہے۔

(۱۲) عدم سودمندی۔ امتحان کا مقصد طلبہ کی اہلیت کی جانچ بتایا جاتا ہے، لیکن یہ کیونکر ممکن ہے کہ تین گھنٹہ کے اندر ایک خاص کتاب کے متعلق ایک خاص مقام پر چند مخصوص سوالات کے جوابات سے قابلیت کا صحیح اندازہ ہوسکے ؟

یہ نظام امتحانات کا تاریک پہلو تھا، اِسکے مقابلہ مین مضمون نگار نے اُسکے روشن پہلو کو بھی دکھایا ہے، جو امور نظام مروجہ کی تائید وحمایت مین پیش کئے جاسکتے ہین وہ حسب ذیل ہین،

(۱) سب سے پہلی بات یہ ہے کہ امتحانات کے بغیر موجودہ متمدن دنیا مین چارہ نہین، ایک جگہ خالی ہوتی ہے

اور اسکے لئے ننوا امیدوار ہوتے ہین، ایسی حالت مین سوا اسکے چارۂ کار کیا ہے کہ ایک پرچہ سبکو جوابات دینے کیلئے دیدیا جائے

(۲) تمام اساتذہ ماہرین فن نہین ہوتے، ان مین لائق و نالائق سب ہی طرح کے ہوتے ہین، اگر تعلیم کے باب مین پورا اعتماد انہین پر کر لیا جائے اور امتحان کی قید اٹھا دیجائے تو طلبہ کی ایک بڑی تعداد بالکل غارت جائے۔

(۳) طلبہ کی اہلیت و قابلیت کا صحیح اندازہ اُنکے اساتذہ نہین بلکہ بیرونی ممتحنین ہی کرسکتے ہین،

(۴) اساتذہ کے طبایع مین اپنے شاگردون کی جانب سے حسن ظن یا سوء ظن پیدا ہو جانا لازمی ہے بالکل خالی الذہن ہوکر ایک بیرونی ہی شخص امتحان لے سکتا ہے،

ان دلائل کے موازنہ کے بعد آخر مین نتیجہ یہ نکالا گیا ہے کہ امتحان بجائے خود چندان مذموم نہین البتہ اسکی جو شکل بالعموم رائج ہو گئی ہے، وہ سخت قابل اعتراض ہے، اسمین اگر اصلاحات ذیل ہوجائین تو مصلحین و مستبدین مین مصالحت ہو سکتی ہے۔

(۱) امتحان کا طریقہ عام طلبا کے لئے رہنا چاہیئے، لیکن جو طلبہ اپنی قابلیت، ذہانت، و قوت فکری کے لحاظ سے ممتاز ہون اُنکے لئے اسکی ہرگز ضرورت نہین۔

(۲) کالجون اور اسکولون مین امتحانات کی جو کثرت رہتی ہے، یعنی سالانہ امتحان کے علاوہ ششماہی، سہ ماہی ماہانہ بلکہ ہفتہ وار امتحانات جو ہوتے رہتے ہین اسکو توڑنا چاہیئے۔

(۳) کامیابی کا انحصار اسپر ہونا چاہیئے کہ طالبعلم نے کس تعداد مین سوالات کے جوابات دیئے ہین، اسکی استعداد کا اندازہ دو ایک سوالون سے کیا جا سکتا ہے،

(۴) ایسے سوالات جنکا تعلق محض رٹنے سے ہی بالکل نہونا چاہیئے، بی۔اے، و ایم۔اے مین فلسفہ کے پرچون مین جس قسم کے سوالات آتے ہین، ان سے طلبہ کی خوش دماغی کا مطلق اندازہ نہین ہو سکتا۔

(۵) مقدم شے اس امر کو رکھنا چاہیئے کہ طالبعلم کا کام درجہ مین کیسا رہا کیا ہے، اگر بالعموم اسکا کام قابل اطمینان رہا ہے اور عین امتحان کے وقت کسی اتفاق سے وہ پرچہ اچھا نکر سکا یا سرے سے شریک ہی نہو سکا تو اسے کامیاب سمجھنا چاہیئے۔

ادبیات

مشاعرۂ اعظم گڈھ

(۱)

مولانا عبد السلام ندوی شمیم

نشے مین ہین کبھی تو کبھی ہین خمار مین ۔۔۔ اچھی گذر رہی ہے ترے انتظار مین

گذریگا روز حشر بھی اب انتظار مین ۔۔۔ شامل ہے یہ بھی وعدۂ فردائے یار مین

چپ چاپ بھی نہ بیٹھ سکے بزم یار مین ۔۔۔ مجبوریان بھی غیر کے ہین اختیار مین

تارے بھی جھلملا کے بحسرت ہوئے غروب ۔۔۔ کیا کیا نہ بجھے چراغ شب انتظار مین

توڑے سبو کو خاک کہ اب محتسب کو بھی ۔۔۔ خود لطف آرہا ہے شکست خمار مین

اے چشم شوق! جلوۂ محبوب کے سوا ۔۔۔ کیا کیا نہ دیکھنا ہے تجھے انتظار مین

لاکھون قفس مین لائیگی کس کس مین بوے گل ۔۔۔ چرچے نکلینگی سانس صبا کی بہار مین

وعدے سے کام، جھوٹ سے ہے یا سچ سے غرض شمیم

خامی ابھی بہت ہے ترے اعتبار مین

(۲)

مولوی اقبال احمد سہیل ایم۔ اے ال ال بی

اُف کیا مزہ ملا ستم روزگار مین ۔۔۔ کیا تم چھپے تھے پردۂ لیل و نہار مین

سجدے ایک لغزش مستانہ وار مین ۔۔۔ الحمد کیا ادا ہے ترے بادہ خوار مین

ابھی نہین ہے گرم روی اس دیار مین ۔۔۔ مین چھپ گیا خود اپنے اُٹھائے غبار مین

رد کون تو موجِ غم کو دلِ بیقرار مین
ساغر چھلک نہ جائے کفِ رعشہ دار مین

پیشِ نظر ہے جلوۂ جانانہ چارسو
مین اپنے غمکدے مین ہون یا بزمِ یار مین؟

کس سے ہو پھر اُمید کہ تارِ نظر مرا
خود جا کے ملگیا صفِ مژگانِ یار مین

خود حسن بے نیاز نہین فیضِ عشق سے
خود میرے دل کی ہے نگہ بیقرار مین

وہ مستِ نازِ حسن، مین سرشارِ آرزو
وہ اختیار مین ہین نہ مین اختیار مین

آشوبِ اضطراب مین کھٹکا جو ہے تو یہ
غم تیرا مل نہ جائے غمِ روزگار مین

اک مشقِ اضطراب کا رکھا ہے نام زیست
اُف بیکسی کہ وہ بھی نہین اختیار مین

بزمِ سخن مین آگ لگا دی سہیل نے
کیا بجلیان ہین خامۂ جادو نگار مین

(۳)

مرزا احسان احمد بی - اے ال ال بی

کیا کیف بیخودی تھا مِرے انتظار مین
گذری تمام عمر ہماری خمار مین

جلوے ہزار تھے چمنِ روزگار مین
پر کچھ نظر نہ آیا ترے انتظار مین

لے تو چلا ہے شوق مجھے بزمِ یار مین
لیکن یہان تو دل ہی نہین اختیار مین

اچھا نہین ہے سازِ محبت کا چھیڑنا
بیتابیان بھری ہین دلِ بیقرار مین

مین کیا بتاؤن تجھ سے کہ ہنگامِ عرضِ شوق
کیا کیا ادائین تھین نگہِ شرمسار مین

احسان دیکھنا، یہ تری خاکِ دل نہو
ذرے چمک رہے ہین کچھ اُٹھتے غبار مین

(۴)

مولوی ابوالحسنات ندوی نیرؔ

کسقدر پرکیف دید جلوۂ جانانہ تھی
اک نگاہِ شوق کو سو لغزشِ مستانہ تھی

دل مین اک دنیا کے پنہان اُلفتِ جانانہ تھی
اسکی محفل مین نگاہِ شوق بھی بیگانہ تھی

دیکھنا اعجاز اُسکے التفاتِ ناز کا
آرزو خود آج وقفِ سجدۂ شکرانہ تھی

کردیا سرشار کچھ جوشِ تمنا نے مجھے
کچھ سرور افزا کسیکی نرگسِ مستانہ تھی

قصۂ دل بیخودی مین کچھ کہا کچھ رہ گیا
فرطِ بیتابی سے عرضِ شوق بیتابانہ تھی

شوق کی ناکامیان تھین اپنی پاسِ وضع سے
ورنہ اسکی ہر ادا محفل مین بیباکانہ تھی

پیشکش کیا ہو اب اسکے جلوۂ دیدار کا
ایک جان، سو بارگاہِ حسن کا نذرانہ تھی

سوز و سازِ شمع و پروانہ کہان اب صبحدم
کائناتِ عشق کچھ خاکسترِ پروانہ تھی

آرزوئین مٹ گئین ناکامیون سے ورنہ آہ
کیا کہون اس دلکی دنیا پہلے کیا تھی کیا نہ تھی

جوشِ مستی مین تھی محفل سر بسر ڈوبی ہوئی
چشمِ ساقی کی وہ گردش گردشِ پیمانہ تھی

حسن و عشق اس بزم مین یکرنگ تھے اللہ رے جذب
شمع بھی سرتاقدم سوزِ دلِ پروانہ تھی

شوق تیرا آخر اے دل غیر تھا اس بزم مین
شرم تھی انکی نگاہون مین تو کچھ بیجا نہ تھی

حسرتین کیسی کہ اب مین رو رہا ہون یاس کو
بجھ گئی روشن جو کل تک شمعِ ماتمخانہ تھی

حالِ نیر کچھ نہ پوچھا آخر اسکا کچھ سبب
مین نے مانا آپکو اغیار کی پروا نہ تھی

اخبار علمیہ

انڈین سائنس کانگرس کا آیندہ اجلاس ناگپور مین زیر سرپرستی چیف کمشنر ممالک متوسطہ ۱۲-جنوری سے ۱۷ جنوری تک قرار پایا ہے، صدارت کے لئے بنگال کے مشہور عالم سائنس سر پی، سی، رائے کا انتخاب ہوا ہے، کانگرس کے سات شعبے الگ الگ ہین، زراعت، طبعیات و ریاضیات، کیمیایات، حیوانیات، نباتیات، ارضیات اور طبیات ان مین سے ہر شعبہ کا صدر بھی علحدہ ہوگا، مرکزی و شعبہ دار مجالس کے باضابطہ اجلاسون کے علاوہ مشہور ماہرین فن ہفتہ بھر مختلف اوقات مین بطور خود بھی اپنے اپنے لکچرون سے شائقین کو مستفید کرتے رہینگے ممبری کی فیس پانچ روپیہ ہے،
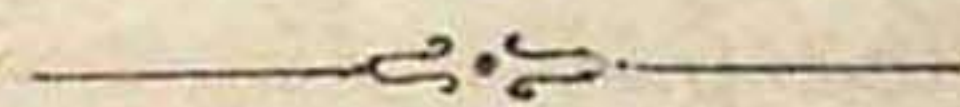
جہاز رانی ایک باقاعدہ فن ہے، ہندوستان مین ابتک اسکی سائنٹفک تعلیم کے لئے کوئی درسگاہ نہ تھی، اسکا نتیجہ یہ تھا کہ یہان کے شائقین فن کو محروم رہ جانا پڑتا تھا، حال مین اطراف بمبئی کے باشندون نے گورنمنٹ مین اسکے لئے تحریک کی، گورنمنٹ نے اصولاً اسکی ضرورت کو تسلیم کرلیا، اوراب بمبئی گورنمنٹ نے ماہرین فن کی ایک مجلس اس غرض سے مرتب کی ہے کہ اس درسگاہ کے موقع تعمیر ابتدائی وسالانہ مصارف، طریقہ تعلیم وغیرہ جملہ جزئیات کے متعلق رپورٹ پیش کرے۔
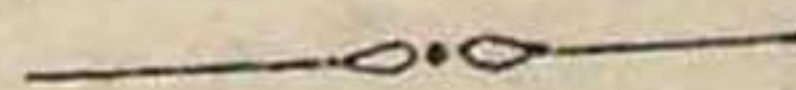
مسٹر سنہا، ایڈیٹر ہندوستان ریویو (الہ آباد) کی زوجہ محترمہ مسز سنہا جنھون نے حال ہی مین وفات پائی ہے اپنی وفات سے چند روز پیشتر وصیت نامہ تحریر کرگئی ہین، جسکی رُو سے ایک ایک لاکھ روپیہ لاہور، الہ آباد اور پٹنہ کی یونیورسٹیون کو پہنچتا ہے، لاہور والہ آباد کی یونیورسٹیان اس سرمایہ سے ایک ایک پروفیسر شپ قائم کرینگی، اور پٹنہ یونیورسٹی مین اس سے ایک کتبخانہ ودارالمطالعہ قائم ہوگا۔

جاہلیت کے دور کا ایک نامور شاعر غیلان بن عقبہ عدوی، معروف بہ ذوالرمہ ہوا ہے، اسکا دیوان ابتک غیر مطبوعہ تھا، اور قلمی نسخہ بھی دنیا مین چند ہی تھے، حال مین مسٹر میکارٹنی نے اسے کتبخانہ فیضیہ (قسطنطنیہ) اور برٹش میوزیم لائبریری (میلان) کے دو قلمی نسخون سے مقابلہ کرکے شائع کیا ہے، دیوان مذکور کیمبرج یونیورسٹی پریس سے علاوہ ۴۰ صفحہ کے مقدمہ کے ۶۷۰ صفحون پر طبع ہوا ہے، قیمت ۳ پونڈ ۳ شلنگ ہے، جو موجودہ شرح زر کے لحاظ سے تقریباً ۴۸ روپیہ کے برابر ہے۔

بھنڈارکر ریسرچ انسٹیٹیوٹ کی دعوت پر ہندوستان مین جو پہلی اورینٹیل کانفرنس منعقد ہونے والی ہے اور جسکا ذکر اس سے پیشتر معارف مین ہوچکا ہے، اُسکے اجلاسون کی تاریخین ۵، ۶، ۷، نومبر ۱۹ء قرار پائی ہین، کانفرنس گورنمنٹ بمبئی کی زیر سرپرستی گورنر بمبئی وزیر صدارت سر رام کرشن بھنڈارکر منعقد ہوگی، رکنیت کی فیس پانچ روپیہ ہے، بیرونی ممبرون کے قیام وطعام کا انتظام بلا معاوضہ ہوگا، ۲۱ اشخاص کی ایک مجلس بطور سبجکٹس کمیٹی کے مرتب ہوگئی ہے جس مین مختلف اقطاع ملک کے نامور علما، شامل ہین، اسکے علاوہ ہر صوبہ سے دو دو چار چار مہتمین بھی منتخب ہوئی ہین، جن مضامین پر کانفرنس مین بحث ہوگی اُنکے عنوانات حسب ذیل قرار پائے ہین،

(۱) سنسکرت زبان وادب۔

(۲) اوستا کا تعلق سنسکرت سے۔

(۳) پالی زبان۔

(۴) جین اور پراکرت کی دوسری شاخین،

(۵) قدیم وجدید السنۂ ہند کی فیلالوجی (تحقیقات لسانی)

(۶) موجودہ زبانون اور لٹریچر کی قدیم ترین شکل۔

(۷) آثار قدیمہ، فنون قدیمہ، قدیم سکہ جات وغیرہ،

(۸) قدیم تاریخ وجغرافیہ،

(۹) قدیم فنون مخصوصہ مثلاً موسیقی، طب، وغیرہ،

(۱۰) قدیم اقوام،

(۱۱) عربی و فارسی،

(۱۲) امور عامہ، مثلاً یہ کہ اسوقت یونیورسٹیون مین سنسکرت تعلیم کا کیا حال ہے، کانفرنس کے ساتھ نمائش بھی ہوگی، جسمین قدیم سکہ جات، فرامین، کتبات وغیرہ رکھے جائین گے۔

برتنون کو دہونے کے بعد کپڑے خشک کرنے کا طریقہ عام ہے، انگریزی دستور کے مطابق یہ کام صاف تولیہ سے لیا جاتا ہے، حال مین ایک انگریزی سائنٹفک رسالہ نے لکھا ہے کہ یہ دستور سخت مضر ہے، صحیح اصول یہ ہے کہ گرم پانی سے دہونے کے بعد برتنون کو دھوپ مین از خود خشک ہونے کے لئے چھوڑ دیا جائے، اس سے ایک طرف جراثیم امراض فنا ہو جائین گے، دوسری طرف بہت سے کپڑے اور وقت کی بچت ہوگی۔

ثقل سماعت کے اکثر مریضون کو دیکھا گیا ہے کہ انکا جو کان کمزور ہوتا ہے، اس سے بہت کام لیتے ہین ایک ڈاکٹر نے اپنا یہ تجربہ شایع کیا ہے کہ یہ طریقہ بجائے مفید ہونے کے مضر پڑتا ہے، یعنی جس کان سے کام نہین لیا جاتا وہ رفتہ رفتہ زیادہ کمزور ہوتا جاتا ہے، سامعہ کو ترقی دینے کا سب سے بہتر علاج یہ ہے کہ کان کو روز بروز زیادہ فاصلہ کی آواز سننے کا خوگر کیا جائے، مثلاً پہلے دن گھڑی کی آواز کو کان مین لگا کر سننا چاہیئے، پھر ایک انچ کے فاصلہ سے پھر دو انچ سے، اس طرح تدریجاً اس فاصلہ کو بڑہاتے رہنا چاہیئے، اس طریقہ سے قوت سامعہ حیرت انگیز ترقی کر سکتی ہے۔

باب التقریظ والانتقاد

یادِ ایام

مصنفہ حضرت مولانا مولوی حکیم سید عبدالحی صاحب ناظم ندوۃ العلماء، ۸۴ صفحے، قیمت عہ، تقطیع کتابی، پتہ:- دفتر کانفرنس سلطان جہان منزل علی گڈھ،

مولانا ممدوح نے یہ رسالہ مولانا حبیب الرحمن خان شروانی جوائنٹ سکریٹری ایجوکیشنل کانفرنس کی درخواست پر کانفرنس کے اجلاس سورت کے لئے تالیف فرمایا، مولانا کو ہندوستان کی علمی تاریخ پر جو عبور حاصل ہے اسکا اصلی مظہر وہ غیر مطبوع تصنیفات ہین، جنمین ہندوستان کے علوم و فنون، علما اور ارتقاے علوم پر آپ نے تفصیلی بحث کی ہے، ان تصنیفات کی قدر و قیمت کا ابھی کچھ وہی لوگ اندازہ کر سکتے ہین جنکو کبھی انکے دیکھنے کا موقع ملا ہے، اس ہیچمیرز کو ندوی ہونے کی حیثیت سے جو عزیزانہ تعلق مولانائے ممدوح سے ہے اسکی بنا پر جب گذشتہ مارچ مین لکھنؤ جانا ہوا تو مولانا ممدوح کی ان کتابون کا ایک حصہ بھی دیکھنے مین آیا جنمین علمائے ہند کے تراجم و سوانح ہین۔ بغیر کسی شبہہ و تذبذب و خوف تردید کے یہ کہا جا سکتا ہے کہ جس تحقیق و کاوش اور محنت و دیدہ ریزی سے یہ کتابین لکھی گئی ہین، زمانہ حال کی تصنیفات مین ہمارا ملک اُسکی مثال نہین پیش کر سکتا۔

پیش نظر رسالہ "یاد ایام" بھی مولانا کی انہین علمی و تاریخی تحقیقات کے چمنستان کا ایک تازہ نونہال ہے، اسکا تعلق صرف گجرات کی تاریخ سے ہے، اسمین مولانا نے تاریخ گجرات کے مختلف پہلوؤن کو نہایت عمدگی سے بیان کیا ہے۔

سب سے پہلے چند صفحون مین "گجرات سے اسلامی تعلقات کی ابتدا" کو دکھایا ہے، اس سلسلہ مین مختلف سلاطین و امرائے اسلام کے حملون کا ذکر ہے، اسکے بعد "گجرات مین مسلمانون کی خود مختار سلطنت" کا بیان ہے، سلاطین دہلی کی مرکزی حکومت کی کمزوری کے باعث دکن، بنگال، اور کشمیر کی خود مختاری کا ضمناً تذکرہ ہے اسکے بعد

ظفرخان کا صوبہ دار گجرات بناکر بھیجا جانا اور آخر آخر مین اُسکی خود مختاری کا ذکر ہے،

یہ گویا گجرات کی خود مختار اسلامی حکومت کے آغاز کا دن ہے، اسکے بعد یکے بادیگرے جو اشخاص تخت نشین حکومت ہوئے انکا اجمالی تذکرہ ہے، آخر مین اکبر کی فتح گجرات اور اس دن سے گجرات کی خود مختاری کے خاتمہ کا ذکر ہے،

اُسکے بعد "شاہان گجرات کے خصائص حکمرانی" کا تذکرہ ہے، اسمین اُنکے فتوحات، خلوص نیت، بلند حوصلگی، عدل وانصاف، اصلاحات ملکی، ترقی زراعت، اور صنعت وحرفت وغیرہ کا تذکرہ ہے، اصلاحات ملکی کے عنوان مین مولانا تحریر فرماتے ہین :-

آپ انکو پائین گے کہ وہ رعایا کی خبرگیری، یتیمون اور بیواؤن کی دستگیری، علما ومشائخ کی حوصلہ افزائی اور ملک کی سرسبزی وشادابی کے بہترین شغلون مین مصروف ہین، جھاڑیون اور جنگلون سے ملک صاف کیا جاتا ہے، شہرون اور قصبون کی آبادی کی کوشش کیجاتی ہے، عمارتین بنتی ہین، باغات تیار ہوتے ہین جو میوے اور پھول پھل اسوقت تک گجرات مین نہین پہنچے تھے، وہ دور دراز مقامات سے منگواکر لگائے جاتے ہین، ایران وخراسان سے ہنرمند اور کارگذار بلائے جاتے ہین وہ فوراے اور آبشارین تیار کرتے ہین بڑے بڑے وسیع وعمیق تالاب سنگ بست بنواکر بیچون بیچ مین جزیرے چھوڑے جاتے ہین، اور ان مین ہرے بھرے باغ اور طرحدار عمارتین تعمیر ہوتی ہین، جہان کشتیون کے ذریعہ سے انسان پہنچکر روح مین بالیدگی اور دماغ مین شگفتگی کے سامان مہیا پاتا ہے، آم، انجیر، کیلہ، سنگترہ، انگور، انار، کمرک، فالسہ، ناریل، جامن، آنولہ، کٹہل، بدھل، کھرنی، اور پھولون مین گلاب، سیوتی، چنپہ، چنبیلی، بیلا، موگرہ، جوہی، کیتکی، کیوڑہ وغیرہ دور سے منگواکر باغون کو ان سے آراستہ کیا جاتا ہے -

صنعت وحرفت کے بیان مین تحریر ہے،

"سنگ تراشی، زردوزی، کارچوب، چینی کا کام، صندل اور ہاتھی دانت کی نادر اشیاء، زربفت کمخواب،

مخمل، ستر لاط، الاچہ، چکن اور چیرہ ایسی چیزین تہین جو ہندوستان مین نہایت بیش قیمت فروخت ہوتی تہین علاوہ اسکے احمدآباد کا کاغذ اتنا عمدہ بنایا جاتا تہا کہ دولت آباد وکشمیر کا کاغذ باوجود دوسری طرح کی خوبیون کے نفاست وصفائی مین اسکے برابر نہین سمجہا جاتا تہا"

شاہجہان نے ایام شاہزادگی مین جبوقت گجرات کا گورنر مقرر ہوا اور یہان کی مصنوعات کو اس نے بچشم خود دیکہا تو ایک شاہی کارخانہ احمدآباد مین قائم کیا، جسمین گجرات کے ہنرمند کاریگر کام کرتے تھے، اسی کارخانہ مین ایک تخت مرصع دس لاکہہ روپے کی تیاری کا اور شمشیر کا پرولہ دو لاکہہ کی تیاری کا اپنے پدر بزرگوار کو نذر دینے کے لئے بنوایا تہا -

دہلی مین قلعہ معلی اور تخت طاؤس کے تیار ہونے پر جو ۱۰۴۶ھ مین دربار ہوا ہے اسکے لئے زربفت کا شامیانہ ایک لاکہہ روپیہ کی تیاری کا اسی کارخانہ مین تیار ہوا تہا -

شاہجہان کے عہد حکومت مین دوسری بار بارگاہ مخملی زربفت کلابتو کی بناوٹ کی جسکا طول ۴۶ گز اور عرض ۴۰ گز تہا، ۵۰ ہزار روپیہ کی لاگت سے اسی کارخانہ سرکاری مین تیار ہوئی -

عالمگیر جیسے دقیقہ رس اور نکتہ سنج فرمانروائے ہند نے گجرات کو "زیب وزینت ہند" قرار دیا ہے -

اسکے بعد "علوم وفنون کی قدردانی" کا عنوان ہے، اسمین اہم چیز مدارس گجرات کا بیان ہے، مدرسہ وجیہ الدین، مدرسہ سیف خان، مدرسہ اکرم الدین خان وغیرہ گجرات کے مشہور مدرسے ہین،

اسکے بعد بترتیب محدثین کرام کی تشریف آوری، ماہرین فنون ادبیہ، علماء منطق اور فقہائے کرام کے عنوانات ہین جن سے گجرات کی علمی وتعلیمی ترقیون پر کافی روشنی پڑتی ہے،

اسکے بعد گجرات کے مشہور وزراء کا تذکرہ ہے، اس سلسلہ مین اُنکے سیاسی وعلمی ہر طرح کے کارنامون کا اجمالی ذکر ہے،

اسکے بعد بترتیب مشائخ گجرات وعلمائے گجرات کا عنوان ہے، علماء، فقہا، محدثین، مشائخ کے بیان مین اکثر ایسے نام ... دہی جو دوسری جگہ سے کچھ دنون کے لئے گجرات آئے، یا آخر عمر مین وطن سے ہجرت کرکے گجرات مین

رہ پڑے، عموماً گجرات کی پیداوار مین شمار کر لیا گیا ہے، لیکن میری رائے مین اگر ان حضرات کو گجرات کی تعلیمی و مذہبی ترقی کا محض ذریعہ قرار دیکر اسی حیثیت سے یاد کیا جاتا تو زیادہ مناسب تہا۔

مشائخ کی فہرست مین قریب قریب سب کے سب ایسے ہی اشخاص ہین جنکو گجراتی کہنا کسی طرح صحیح نہین محدثین مین البتہ چند نام ایسے ہین، علمائے گجرات مین البتہ سب گجراتی ہین، ہان صرف شیخ احمد کہتو کو گجراتی کہنا صحیح نہین یہ دہلی مین پیدا ہوئے، کہتو علاقہ اجمیر مین شیخ اسحاق کی صحبت سے فیضیاب ہوئے، مشائخ کی فہرست مین انکا لقب شہاب الدین، لکہنے مین بھی غالباً تسامح واقع ہوا ہے، آئین اکبری مین اُنکا لقب جمال الدین لکہا ہے (ملاحظہ ہو جلد سوم تذکرہ اولیائے ہند)

آخری چند صفحون مین "علمائے گجرات شاہان مغلیہ کے دربار مین" کا عنوان ہے، اور اسی بیان پر رسالہ کو ختم کیا ہے، مولانا حبیب الرحمن خان شیروانی نے مقدمہ مین یہ واقعہ نہایت موقع سے لکہا ہے کہ

"ظفرخان شاہ گجرات کا باپ سہارن فیروز شاہ بادشاہ دہلی کے ہاتھ پر مسلمان ہو کر ایک معزز عہدہ پر ممتاز ہوا تہا"

آج بھی حکمران قومین اپنی رعایا کو مختلف ذرائع سے اپنے مذہب مین داخل کر رہی ہین، لیکن ہم مذہب بنانے کے بعد اُنکے ساتھ جس سلوک، رواداری اور مساوات کا برتاؤ کرتی ہین، اسکا موازنہ تاریخ اسلام کے اس ایک چھوٹے سے واقعہ سے کرین،

اس مساوات پہ ہے معتبر اسلام کو ناز
نہ کہ یورپ کی مساوات کہ ظلم اکبر

ابو الحسنات ندوی

مطبوعات جدیدہ

اخبار الصنادید۔ یہ دو جلدون کی ضخیم کتاب، روہیلکھنڈ کے افغان امرا، کی تاریخ ہے، جسکا آغاز داؤد خان کے درود ہند سے ہوتا ہے، اور خاتمہ ریاست رامپور کی تاریخ پر، مصنف کا نام مولوی حکیم عبد الغنی صاحب نجمی رامپوری ہے، کل کتاب تقریباً ایک ہزار سے زاید صفحات پر مشتمل ہے، روسائے رامپور کے حالات بتفصیل ذکر کیے گئے ہین، اور گویا اسی خاندان کو تاریخ کا اصل ہیرو قرار دیا گیا ہے، نواب علی محمد خان متبنیٰ داؤد خان کی سیادت کا ثبوت مصنف کی تکرار تحریر کے بعد بھی معماہی رہا، مناسب تہا کہ اس خاندان کے علاوہ نجیب الدولہ اور حافظ الملک حافظ رحمت خان کی شخصیتین بھی واضح کیجاتین یعنی انکے حالات بھی روہیلکھنڈ کی تاریخ مین مفصل لکہنا چاہیئے تہا، ضمناً گو اسمین کہین کہین یہ ابواب بھی مذکور ہین، مگر اسقدر کافی نہین، اودھ اور انگریزون کی تاریخ کا بھی کچھ حصہ اسمین آگیا ہے، فی الجملہ ہندوستان کے عہد آشوب کا یہ ایک دھندلا سا آئینہ ہے۔

کتاب خوشخط اور عمدہ چھپی ہے، قیمت مذکور نہین، غالباً مصنف سے رامپور کے پتہ سے ملیگی۔

شب زندگی، مصنفہ مولوی راشد الخیری صاحب دہلوی، صرف اس مہینہ مین مولویصاحب کے تین افسانے ہمکو ملے ہین، شاید خوشگو شاعر کو بھی کم گو بھی ہونا چاہیئے۔

بہرحال شب زندگی بدستور مولویصاحب کے مخصوص طرز افسانہ نویسی مین لکھی گئی ہے، اور دو سوکنون کے باہمی مقابل کے اخلاق کی تصویر کھینچی گئی ہے، افسانون اور ناولون مین ابھی فہرست مضامین کا رواج نہین ہوا ہے اور نہ سر لوح پر کوئی تلخیص لکھی جاتی ہے، افسانے کبھی کبھی کئی حصون مین مسلسل ہوتے ہین، اسلئے ریویو کے وقت بڑی دقت پیش آتی ہے، بہتر ہو اگر جناب مصنف آیندہ طبعات مین اسکا لحاظ کہین، لکھائی، چھپائی کاغذ متوسط صفحات ۱۲۸، قیمت قسم اول عہ، قسم دوم عمر

پتہ: دفتر رسالہ عصمت، دہلی۔

تاریخ مرزا، مرزا غلام احمد قادیانی کے اہم واقعات زندگی کی تاریخ مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب امرتسری نے مرتب کی ہے،

ذکر اس پری وش کا اور پھر بیان اپنا　　　بنگیا رقیب آخر تھا جو رازدان اپنا

مولانا ابوالوفا اس میدان کے مرد ہین، اور قادیانی لٹریچر کے سب سے بڑے نقاد ہین، اسلئے اُنکے قلم سے اس موضوع پر جو کچھ نکلا ہے وہ ایک مستند ذریعۂ معلومات ہے، جا بجا مرزا صاحب کی تحریرون کے حوالے ہین اور جو بات لکھی ہے وہ اصل ماخذ کا پتہ دیکر لکھی ہے، بہتر ہوتا کہ بجائے صرف چند موٹے موٹے اہم واقعات لینے کے انکے حالات واخلاق پر بھی نظر ڈالی جاتی، گو مرزا صاحب کے دعوہاے نبوت کی ارتقائی حالت اور انکی پیشگوئیون کی پوست کندہ کیفیت اس تاریخ مین بھی نمایان نظر آتی ہے، صفحات ۴۰، لکھائی چھپائی، کاغذ معمولی، قیمت ۴ر پتہ: دفتر اہلحدیث امرتسر۔

نکاح مرزا، مرزا صاحب کے واقعات زندگی مین محمدی خاتون کے نکاح کی پیشگوئی کے غلط ہوجانیکا واقعہ نہایت اہم ہے، مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب نے اس واقعہ کے ہر پہلو کو تحریری ثبوت سے منکشف کیا ہے، قیمت ۲ر پتہ: دفتر اہلحدیث امرتسر،

بچون کا پہلا سال، بچون کی ایک سال کی عمر تک تربیت کیونکر ہونی چاہیئے، اس موضوع پر مس ایڈا ایس ہیلن، ایڈیٹر بے بی دی مدرز میگزین" (بچون والی ماؤن کا رسالہ) کے رسالہ فرسٹ ایر آف بی بیز لائف (بچہ کی زندگی کا پہلا سال) کا ترجمہ، از جناب تنبیر حسن صاحب مارہروی، رسالہ ایک ضروری موضوع پر ہے، تقطیع خرد، ۴۰ صفحے، قیمت ۴ر، پتہ: نفیس اسٹور، کھکری، ڈاکخانہ مارہرہ، ضلع ایٹہ،

تمدن، رسالہ تمدن جو پچھلے زمانہ مین لکھنؤ سے نکلتا تھا، جتنی قبر دلّی مین جاکر سو رہا تھا، اس عرصہ مین تمدن کے ایڈیٹر قاری عباس حسین صاحب قوم نکالتے رہے، پنجاب کی قیامت مین قوم مرگیا اور اسکے بجائے تمدن پھر اٹھ بیٹھا، اس دفعہ تمدن مین ایک نئی جدت یہ کیگئی ہے کہ ادبی وعلمی مضامین کے ساتھ سیاست کی چاشنی بھی آمیز کیگئی ہے، قیمت دو روپئے سالانہ، پتہ: مینا محل دہلی

عدد چہارم	ماہ محرم ۱۳۳۸ھ اکتوبر ۱۹۱۹ء	جلد چہارم

مضامین